زرد لاش

عنبر ناگ ماریہ ۔ قسط نمبر 38

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

زردلاش

فہرست

کالا جادو
سمگلروں کا بادشاہ
سنہری عورت
زردلاش
خونی محل
قاتل محل سے فرار
سانپ کا انتقام
ڈاکو آ گئے
جزیرے کی تلاش
پراسرار جہاز

WWW.PDFBOOKSFREE.PK کا پیغام

اس ناول کے جملہ حقوق بحق مصنف اور پبلشرز محفوظ ہیں۔ ہم اسے صرف اردو زبان کی ترویج کے لیے Online کر رہے ہیں تا کہ دنیا جان سکے کہ اردو زبان میں کتنا عظیم کام ہوا ہے۔ ہمارا مقصد اس ویب سائٹ کے ذریعے اردو کے گم شدہ خزانے کو ان لوگوں تک پہنچانا ہے جو کسی وجہ سے اس سے محروم رہ گئے۔ خاص طور پر ان بیرون ملک پاکستانیوں کو جو باوجود پوری کوشش کے ان ناولوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔

اگر آپ کو یہ کتاب پسند آئی ہے اور آپ استطاعت رکھتے ہیں تو مہربانی فرما کر اس کو خرید کر پڑھے تا کہ مصنف اور پبلشرز کو مالی فائدہ پہنچ سکے۔

www.urdurasala.com

سنو پیارے بچو

عنبر کی اشرفیاں لوٹ لی جاتی ہیں۔ اسے رسیوں سے جکڑ کر سرائے کی قید میں کر دیا جاتا ہے۔

سرائے کی مالکہ عنبر سے ہمیشہ زندہ رہنے کا راز معلوم کرنا چاہتی ہے۔

عنبر اس کی قید سے نکل کر جاپان کی طرف بھاگتا ہے۔ وہ ایک شہر کی بندرگاہ میں چھپ کر جاپان جانے والے جہاز کا انتظار کر رہا ہے۔

ادھر بحری ڈاکو جزیرے کی تلاشی لیتے ہیں وہاں انہیں ہیرے جواہرات ملتے نہیں ملتے۔ سمندر میں پراسرار جہاز دکھائی دیتا ہے۔

کالا جادو

عنبر پریشان ہو گیا کہ اس مکار عورت کو کیا جواب دے۔

وہ بار بار عنبر سے پوچھ رہی تھی کہ بتاؤ تمہارے پاس کون سا جادو ہے۔ عنبر نے اسے بتایا کہ وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ محض ایک سوداگر ہے۔ لیکن مکار سرائے کی مالکہ بھلا کب ماننے والی تھی۔ وہ بار بار یہی سوال کر رہی تھی کہ اگر عنبر نے کالے جادو کے بارے میں کچھ نہ بتایا تو وہ اسے جان سے مار دے گی۔ خیر اس دھمکی سے تو عنبر ڈرنے والا نہیں تھا۔ اس نے بوڑھی عورت سے کہا:

"ایک تو تمہاری سرائے سے میری اشرفیاں چوری ہو گئی ہیں۔۔۔ دوسرے تم نے مجھے نوکروں سے

www.urduresala.com
www.urduresala.com

ڈال دیا ہے اور تیسرے تم مجھ سے جادو کے بارے میں پوچھ پوچھ کر میری جان کھا رہی ہو۔ جب میں نے تمہیں ایک بار کہہ دیا ہے کہ مجھے کوئی جادو نہیں آتا تو تم یقین کیوں نہیں کرتیں؟"

مکار عورت ایک ڈائن کی طرح قہقہہ مار کر ہنسی:

"جھوٹے دغا باز۔ میں خوب جانتی ہوں۔ تم کالا جادو جانتے ہو۔ مجھے کالے جادو کی ایک مدت سے تلاش ہے۔ اگر تم نے مجھے کالے جادو کا علم نہ بتایا تو میں حبشی سے تمہاری گردن اڑوا دوں گی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوگی۔ بولو' کیا صلاح ہے؟"

عنبر بڑا پریشان ہو گیا کہ یہ کس بلا سے پالا پڑ گیا ہے۔ وہ اپنے آپ کو یونہی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو بڑی خاموشی سے جہاز میں سوار ہو کر جاپان کی طرف روانہ ہو جانا چاہتا تھا۔ مگر مکار عورت اسے اکسا رہی تھی' اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ اپنا آپ ظاہر کر دے۔ یا شاید اس چالاک عورت نے سچ مچ عنبر کی آنکھوں میں کوئی پراسرار شے دیکھ لی تھی۔ عنبر نے آخری بار اس عورت کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"بڑی بی' مجھے جانے دو۔ میں تم سے اپنی اشرفیوں کے بارے میں بھی کوئی شکایت نہیں کرتا۔ بس تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ اور مجھے یہاں سے چلے جانے دو تاکہ میں کہیں محنت مزدوری کر کے کچھ روپے پیدا کروں جس سے تمہارا ابھی قرض چکاؤں اور بیوپاری سے جاپان جانے کا اجازت نامہ بھی حاصل کر لوں"۔

لیکن مکار بڑھیا کے سر پر تو کالے جادو کا بھوت سوار تھا۔ بولی:

"بک بک بند کرو۔ میں اس وقت تک تمہیں ہرگز ہرگز یہاں سے نہیں جانے دوں گی جب تک کہ تم مجھے کالے جادو کا راز نہیں بتا دیتے۔ یاد رکھو' تمہارے سر پر موت منڈلا رہی ہے۔ یہ حبشی جو خنجر

www.urdurasala.com

لیے کھڑا ہے صرف میرے ایک اشارے کا انتظار کر رہا ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو۔ موت یا زندگی"۔

اب عنبر کے صبر کا بند ٹوٹ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اس کے دونوں ہاتھ بڑی مضبوط رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اس نے خیال ہی خیال میں سلامبو کی لاش کا تصور کیا۔ سلامبو کی لاش اس کی آنکھوں کے سامنے آ کھڑی ہوگئی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ اس کے دانتوں سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ لاش صرف عنبر کو نظر آ رہی تھی۔ سرائے کی مالکہ اور حبشی غلام اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ سلامبو نے عنبر سے پوچھا:

"تم یہاں کس مصیبت میں پھنسے ہوئے ہو عنبر؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"میں شگفتالا کی تلاش میں یہاں پہنچا تھا کہ اس سرائے میں میری ساری کی ساری اشرفیاں چوری ہوگئیں۔ اب میں اس مکار عورت کی قید میں ہوں۔ یہ مجھے بے حد تنگ کر رہی ہے کہ میں اسے کالے جادو کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔

سلامبو کی لاش نے خونخوار نظروں سے سرائے کی مالکہ کو دیکھا۔ سرائے کی مالکہ بڑی حیران ہوئی کہ یہ شخص کس سے باتیں کر رہا ہے۔ حبشی بھی حیران تھا۔ اس نے عنبر سے پوچھا:

"تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

عنبر نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ سلامبو بولی۔

"یہ جو سرائے کی مالکہ ہے بڑی مکار اور قاتل عورت ہے۔ اس نے جادو ٹونے کر کے کئی لوگوں کو مارا ہے۔ میں ابھی اس کی خبر لیتی ہوں"۔

سلامبو کی لاش نے مکار عورت کے سامنے اپنے آپ کو ظاہر کر

دیا۔مکار بڑھیا اور حبشی نے جس اپنے سامنے ایک کفن پوش زندہ لاش کو کھڑے دیکھا تو ان کی خوف کے مارے چیخیں نکل گئیں۔ان کے پاؤں من من بھر کے ہو گئے۔انہوں نے بھاگنا چاہا مگر بھاگ نہ سکے۔

چہروں پر سفیدی آ گئی۔سارا بدن خوف اور دہشت کے مارے تھر تھر کانپنے لگا۔سرائے کی مالکہ کا تو بہت برا حال تھا۔آنکھیں دہشت کے مارے پھٹی جا رہی تھیں۔عنبر نے اسے اونچی آواز میں کہا:

''بولو مکار عورت' اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ تم نے جادو تعویذ کر کے جن جن لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔کیا میں ان سبھوں کا تم سے بدلہ لوں؟''۔

سرائے کی مالکہ کی زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہیں ہو رہا تھا۔

سلامبو کی کفن پوش لاش کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کی حالت بڑی خراب ہو گئی تھی۔

اس پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ خود ایک لاش بن گئی تھی۔ مگر اس نے عنبر کی بات اچھی طرح سن لی تھی۔ اس نے آہستہ سے ہاتھ جوڑ دیے۔

سلامبو کی لاش نے عنبر سے کہا:

"مگر اب تم جاپان کیسے جاؤ گے؟ کیا میں تمہیں اٹھا کر جاپان چھوڑ آؤں؟"۔

عنبر نے کہا:

"نہیں سلامبو بہن، میں ایک دم سے جاپان نہیں پہنچ جانا چاہتا میں

شکنتلا کو راستے میں بھی تلاش کرنا چاہتا ہوں۔ کیا خبر وہ کہیں راستے میں ہی کسی جہاز پر سفر کرتی مل جائے۔ کیا خبر حالات کیسی شکل اختیار کر لیں۔ اس لیے میرا جہاز میں دوسرے مسافروں کے ساتھ ہی سفر کرنا بہتر ہے"۔

سلامبو بولی:

"یہ تو ٹھیک ہے عنبر بھائی، لیکن سوال یہ ہے کہ تمہارے پاس اشرفیاں کہاں سے آئیں گی؟ اچھا میں اس کا بھی بندوبست کیے دیتی ہوں"۔

سلامبو کی لاش نے ایک ہاتھ اوپر اٹھایا۔ پھر جب ہاتھ کو نیچے رکھا تو زمین پر چھن کے ساتھ اشرفیوں کا ایک تھلا آن گرا۔

"یہ اشرفیاں تمہارے لیے کافی ہوں گی"۔

"سلامبو یہ تو بہت ہیں"۔

www.urdurasala.com

"سفر بھی بہت لمبا ہے عنبر، تم انہیں اپنے پاس رکھ لو۔ راستے میں کام آئیں گی۔ اچھا اب میں جاتی ہوں"۔

یہ کہہ کر سلامبو کی لاش غائب ہوگئی۔ کافی دیر بعد سرائے کی مالکہ اور حبشی کو ہوش آیا تو وہ عنبر کے قدموں پر گر پڑے۔

"ہمیں معاف کر دو بیٹے، ہمیں معاف کر دو"۔

عنبر نے کہا:

"میں نے تمہیں اسی وقت معاف کر دیا تھا جب سلامبو نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا کہ وہ تمہیں ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اسے منع کر دیا تھا۔ مگر تم بڑی مکار عورت ہو۔ یہ لو اپنی ایک رات کی اور کھانے کی اشرفیاں"۔

عنبر نے تھیلے میں سے دو اشرفیاں نکال کر بوڑھی عورت کے منہ پر ماریں اور کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ مکار عورت اور حبشی غلام اسے

دیکھتے ہی رہ گئے۔ عنبر سرائے سے باہر آ کر سیدھا بیوپاری کے پاس گیا، اس وقت وہ گھر میں ہی تھا۔ بیوپاری کے گھر کا پتہ عنبر نے سرائے سے معلوم کر لیا۔ وہ یہ سمجھا کہ شاید عنبر اس سے ادھار پیسے مانگنے آیا ہے۔ عنبر بیوپاری کے پاس آ کر بولا:

"سیٹھ، میں تم سے ادھار پیسے لینے نہیں آیا، بلکہ تم سے جاپان جانے کا اجازت نامہ لینے آیا ہوں"۔

بیوپاری نے جھڑک کر کہا:

"ابے جا بھکاری کہیں کے، تو کیا اجازت نامہ لے گا۔ بول دو ہزار اشرفیاں کہاں سے لائے گا؟"۔

عنبر نے جیب سے دو ہزار اشرفیوں کی تھیلی نکال کر بیوپاری کے آگے رکھ دی۔

"یہ لو دو ہزار اشرفیاں اور جلدی سے مجھے اجازت نامہ لکھ کر اپنی

www.urdurasala.com

مہر اس پر لگا دو“۔

بیوپاری نے بڑا تعجب کیا کہ اس کے پاس اتنی دولت ایک دم کہاں سے آ گئی؟ اس نے اشرفیوں کو بڑے غور سے دیکھا۔ ٹھونک بجا کر پرکھا۔۔۔ بے حد خالص سونے کی اشرفیاں تھیں۔ ایسا خالص سونا بہت کم دیکھا تھا۔ اس نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا اور بولا:

”میاں صاحبزادے‘ تمہاری اشرفیاں تو چوری ہو گئی تھیں۔ پھر اتنی جلدی یہ رقم کہاں سے آ گئی؟“۔

عنبر نے کہا:

”میری رقم مجھے واپس مل گئی ہے سیٹھ صاحب‘ جلدی سے اب مجھے اجازت نامہ لکھ دو“۔

”ابھی لو میاں، ابھی لو۔ تم نے رقم ادا کر دی ہے۔ اب تو تمہیں اجازت نامہ ضرور ملے گا۔۔۔ ضرور ملے گا“۔

بیوپاری نے اندر سے اپنے منشی کو آواز دی اور کہا:

”جلدی سے عنبر کے نام کا ایک جاپان کے لیے اجازت نامہ بنا کر لے آؤ“۔

”بہت اچھا جناب“۔

نوکر اندر چلا گیا۔ بیوپاری نے عنبر سے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔

”یہ بتاؤ لڑکے کہ تم جاپان۔۔۔ اتنی دور کیا لینے جا رہے ہو؟ کیا تمہارا وہاں کوئی رشتے دار رہتا ہے؟ کیا تمہارا وہاں کوئی کاروبار ہے؟“۔

عنبر بولا:

”وہاں میرا کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ وہاں میرا کوئی کاروبار بھی نہیں ہے“۔

www.urdurasala.com

"تو پھر وہاں کیا لینے جا رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"سیر کرنے۔۔۔"

بیوپاری تعجب سے اچھل پڑا۔

"ارے، یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اتنی رقم خرچ کر کے تم اتنی دور محض سیر کرنے جا رہے ہو۔ نہیں نہیں، میں نہیں مان سکتا۔ ضرور تم وہاں کسی مار پر جا رہے ہو"۔

عنبر ہنس کر بولا:

"تو پھر اصل بات یہ ہے کہ میں جڑی بوٹیوں کی سوداگری کرتا ہوں۔ میں سمندر پار جڑی بوٹیوں کی تلاش اور تجارت کے سلسلے میں جا رہا ہوں۔ بولو اب تمہارا کیا خیال ہے؟"۔ بیوپاری بولا:

"اب بڑا اچھا خیال ہے۔ سوداگری تو ایک بڑا عزت والا پیشہ ہے۔ میں خود پہلے گرم کپڑے کی تجارت کیا کرتا تھا۔ مگر ایک بار مجھے اس قدر نقصان ہوا کہ سارا کاروبار تباہ ہو گیا۔ اب جہازوں کے اجازت نامے لکھتا ہوں۔ چار پیسے مل جاتے ہیں۔ اچھا گزارا ہو رہا ہے"۔

عنبر نے پوچھا:

"یہ بتاؤ کہ جہاز میں کل کتنے مسافر ہوتے ہیں؟"۔

بیوپاری نے کہا:

www.urduinasala.com

"یہ جہاز عام طور پر چھوٹے ہوتے ہیں اور ان میں سوسوا سو سے زیادہ آدمی نہیں بٹھائے جاتے۔ مگر جس جہاز پر تم جاپان جاؤ گے اور جو کالی کٹ سے سیدھا یہاں آرہا ہے۔ وہ ایک بڑا جہاز ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس سمندر میں چلنے والے تمام جہازوں سے بڑا جہاز ہے"۔

"خوب، اچھا یہ کب تک جاپان پہنچ جائے گا؟"۔

"یہی کوئی پندرہ بیس دن تو لگ ہی جائیں گے۔ اگر موسم خراب ہو گیا تو مہینہ بھی لگ جاتا ہے۔ مگر موسم خراب نہیں ہوگا۔ آج کل موسم بڑا خوشگوار رہتا ہے"۔

عنبر بولا:

"اچھا آپ یہ بتائیں کہ اس علاقے میں سمندری ڈاکوؤں کے جہاز بھی چلتے ہیں؟"۔

بیوپاری ایک بار پھر خوف سے اچھل پڑا۔

"ارے بھائی بھگوان کا نام لو۔ سمندری ڈاکوؤں کا نام لے کر تو تم نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ ارے بھائی سمندری ڈاکو کہاں نہیں ہوتے وہ تو سارے سمندروں میں دندناتے پھرتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی ہندوستان کے ساحل پر بھی نکل آتے ہیں۔ لیکن قانونی بندرگاہوں پر وہ کبھی نہیں آتے بس آزاد اور گمنام ساحلوں پر ہی زیادہ ٹھہرتے ہیں"۔

عنبر نے کہا:

"یہاں سے بہت پیچھے ایک بندرگاہ ہے۔ وہاں سمندری ڈاکوؤں کے جہاز آکر ٹھہرا کرتے ہیں"۔

بیوپاری نے کہا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ وہ ایک آزاد علاقہ ہے۔ وہاں کسی کی

حکومت نہیں۔ وہاں رہتے بھی سمگلر اور ڈاکو لوگ ہی ہیں۔ کیا تم وہاں گئے تھے؟''۔

عنبر نے کہا:

''میں ادھر ہی سے ہو کر آ رہا ہوں''۔

بیوپاری عنبر کا منہ تکنے لگا۔

''میاں تم آدمی ہو یا جن؟ جس جگہ کا نام لو وہاں سے تم پہلے ہی ہو کر آ رہے ہوتے ہو۔ بھائی تم وہاں کس لیے گئے تھے بھلا؟''۔

''سنا تھا کہ وہاں سے بھی جاپان کو جہاز جاتے ہیں''۔

''ارے بھائی، وہاں سے تو چور اچکے اور ڈاکو جاتے ہیں۔ کسی شریف آدمی کا وہاں کیا کام؟''۔

اتنے میں نوکر اجازت نامہ لے کر آ گیا۔ بیوپاری نے اجازت نامے پر اپنی انگوٹھی کی مہر لگائی اور عنبر کے حوالے کرتے ہوئے بولا:

''لو میاں، یہ رہا تمہارا اجازت نامہ۔ اب تم جہاز میں بڑی آسانی سے سوار ہو کر جاپان تک کا سفر کر سکتے ہو۔ لیکن بھائی، وہاں جا کر اگر ہو سکے تو میرے لیے سورج مکھی کے پھولوں کا تیل ضرور بھجوانا۔ سنا ہے وہاں یہ تیل بے حد خالص ملتا ہے''۔

''اچھا بھائی، میں کوشش کروں گا''۔

''ارے میاں، کوشش کیا کرنی ہے بس بھجوا دینا''۔

''کوشش کروں گا''۔

عنبر بیوپاری سے اٹھ کر جانے لگا تو بیوپاری نے پوچھا:

''بھائی، ابھی جہاز کے آنے میں چار روز باقی ہیں۔ یہ چار روز کیا سرائے میں رہو گے؟''۔

''نہیں''۔

''تو پھر کہاں رہو گے؟''۔

''سوچ کر بتاؤں گا''۔

بیوپاری نے عنبر کے پاس اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا دیکھ لیا تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ عنبر اس کے پاس ہی رہے تاکہ وہ اس سے کچھ اشرفیاں بٹور سکے۔ مگر عنبر اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہتا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ کسی غریب آدمی کے گھر جا کر ٹھہرے اور اس کی مدد بھی کرے۔

سمگلروں کا بادشاہ

عنبر شہر کے غریب علاقے میں آ گیا۔

یہاں امیر لوگوں کے اونچے اونچے عالی شان مکان نہیں تھے۔

بلکہ غریب لوگوں کے کچے گھر تھے جن کی چھتیں بھی ٹوٹی ہوئی تھیں۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک مکان کا دروازہ ٹوٹا پھوٹا سا تھا۔ اور ایک بوڑھا آدمی صحن میں بیٹھا پتھر پر آٹا پیس رہا ہے۔ عنبر نے دروازے میں کھڑے ہو کر بوڑھے کو سلام کیا۔ بوڑھے نے آٹا پیستے ہوئے سر

www.urdurasala.com

اٹھا کر عنبر کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا:

”جیتے رہو بیٹا، بھگوان تمہاری عمر لمبی کرے“۔

عنبر نے کہا:

”بابا! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟“۔

”آ جاؤ بیٹے! غریب کے گھر میں رکھا ہی کیا ہے“۔

عنبر بوڑھے کے اچھے اخلاق سے بڑا خوش ہوا۔ وہ صحن میں آ گیا۔ بوڑھے نے کہا:

”بیٹے، تم یہاں اجنبی لگ رہے ہو۔ کیا باہر سے آئے ہو؟“۔

عنبر نے کہا:

”ہاں بابا! میں ریاست بمبی سار سے آ رہا ہوں اور آگے جاپان کی طرف جا رہا ہوں۔ میرے جہاز میں آنے میں ابھی چار دن باقی ہیں۔ اگر تم اجازت دو تو کیا میں تمہارے گھر دو چار روز کے لیے ٹھہر

سکتا ہوں؟“۔

بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا:

”بیٹا! کسی کے گھر مہمان آئے تو یہ اس گھر والے کی خوش قسمتی ہے۔ میرے گھر کو تم اپنا ہی گھر جانو۔ بے شک جتنے دن رہنا چاہتے ہو شوق سے رہو۔ جو روکھی سوکھی میں اور میری بیٹی کھاتے ہیں تم بھی کھا لینا۔ افسوس کہ میں غریب آدمی ہوں۔ تمہاری زیادہ خدمت نہ کر سکوں گا“۔

عنبر نے کہا:

”ایسی کیا بات ہے بابا میں خود غریب آدمی ہوں۔ مجھے تمہارے غریب گھر میں رہ کر بڑی خوشی ہوگی“۔

اتنے میں باہر سے بابا کی بیٹی بھی آ گئی۔ اس نے سر پر خشک لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رکھا تھا۔ بابا کے پاس عنبر کو دیکھ کر اس نے سلام

www.urdurasala.com

کیا۔ بابا نے کہا:

"بیٹی شگفتا! یہ ہمارا مہمان ہے"۔

عنبر نے چونک کر کہا:

"تو کیا اس لڑکی کا نام بھی شگفتا ہے؟"۔

بابا نے پوچھا:

"ہاں بیٹا، مگر تمہیں تعجب کیوں ہوا؟ شگفتا یہاں بڑا عام نام ہے"۔

عنبر نے کہا:

"وہ تو ٹھیک ہے بابا، لیکن شگفتا میری ایک بہن کا نام بھی ہے"۔

"کہاں رہتی ہے تمہاری بہن؟"۔

"بے چاری کھو گئی ہے۔ اسی کی تلاش میں جاپان جا رہا ہوں۔ اس کی ہی تلاش میں در بدر مارا مارا پھر رہا ہوں"۔

بابا نے کہا:

"بیٹے، مجھے افسوس ہے کہ تمہاری بہن تم سے جدا ہو گئی ہے۔ کاش میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا۔ میری بیٹی شگفتا کا خاوند بھی مر گیا ہے۔ یہ بے چاری بیوہ ہے۔ میری بڑی خدمت کرتی ہے۔ بڑی دکھی لڑکی ہے"۔

www.urdurasala.com

شگفتہ بہت نیک اور پاکیزہ لڑکی تھی۔ جوانی میں ہی بیوہ ہوگئی تھی اور اب باپ کی خدمت کر کے زندگی کے دن پورے کر رہی تھی۔ عنبر کو دونوں باپ بیٹی پر بڑا ترس آیا۔ اس نے کہا:

"بابا' تم اپنی کشتی کیوں نہیں بنا لیتے۔ کشتی بنا کر تم اسے کرایے پر دے سکتے ہو اور تم اور تمہاری بیٹی اس مزدوری اور محنت سے بچ سکتے ہو"۔

بابا بولا:

"بیٹا، تم تو راجے مہاراجوں کی باتیں کرتے ہو۔ بھلا کشتی بنانا کوئی آسان کام ہے۔ کچھ نہیں تو تین ہزار اشرفیاں چاہئیں ایک کشتی کے لیے، اور میرے پاس تو پھوٹی کوڑی تک نہیں ہے۔ سمندر کے کنارے جا کر بچی کچھی مچھلیاں پکڑ لاتا ہوں۔ اسے ہی بھون کر ہم دونوں کھا لیتے ہیں"۔

عنبر نے کہا:

"بابا' مجھ سے تم باپ بیٹی کی اس قدر غریبی نہیں دیکھی جاتی۔ میں ابھی بازار جا کر تمہارے لیے کچھ کھانے پینے کو خرید کر لاتا ہوں"۔

"نہیں بیٹا' اس کی کیا ضرورت ہو"۔

"بابا' تم چپکے بیٹھے رہو"۔

عنبر اٹھ کر شہر کے سب سے بڑے بازار میں آ گیا۔ یہاں کافی بھیڑ بھاڑ تھی۔ یہ شہر کا سب سے بڑا کاروباری بازار تھا۔ عنبر نے یہاں

www.urdurasala.com

سے کھانے پینے کی بے شمار چیزیں خریدیں۔ گوشت، پھل، سبزیاں، گھی، مسالے، نمک، مرچ، گھر کے لیے تخت پوش، چادریں، قالین غرضیکہ ہر شے خرید کر وہ بابا کے گھر لے آیا۔ ان لوگوں نے یہ تمام چیزیں دیکھیں تو حیران رہ گئے۔

بابا نے کہا:

بیٹا' یہ تم نے کس لیے تکلیف کی؟''۔

عنبر بولا:

''نہیں بابا' یہ میری خوشی کی بات ہے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میں تمہارے اور اپنی بہن شکنتلا کے لیے یہ چیزیں خرید کر لایا ہوں''۔

شکنتلا نے بھی عنبر سے کہا:

''بھائی، تم نے اتنی ڈھیر ساری چیزیں کیوں خرید لیں؟ ہم تو بہت تھوڑے میں گزارا کرنے والے لوگ ہیں''۔

عنبر بولا:

''شکنتلا! بہن پھر ایسی بات نہ کہنا۔ تم مجھے اپنی بہن کی طرح پیاری ہو۔ بھائی جب اپنی بہن کو کوئی چیز لا کر دیتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔ یہی خوشی مجھے ہوئی ہے''۔

عنبر نے بابا کے گھر میں رہنا شروع کر دیا۔ اس نے بابا کے گھر کا نیا دروازہ لگوایا۔ چھتوں اور دیواروں کی مرمت کروائی۔ سامان نیا لا کر سجایا۔ برتن نئے منگوائے۔ پھر دوسرے روز شام کو کھانے کے بعد بابا سے پوچھنے لگا:

''بابا' اگر تم ایک کشتی بنا کر کرائے پر دے دو تو تمہیں مہینے میں کتنی آمدنی ہو جائے گی؟''۔

بابا نے کہا:

''بیٹے ایک کشتی کا کرایہ اس وقت سو اشرفی مہینہ اور ایک من مچھلی

لگتا ہے“۔

عنبر نے کہا:

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم لوگ ایک کشتی کے کرایے پر بڑی اچھی طرح سے گزارا کر سکتے ہو“۔

بابا نے کہا:

”ارے بیٹا، ہم تو آدھی کشتی کے کرایہ پر گزارا کر سکتے ہیں۔ ہمارے لیے ایک سو اشرفی ماہوار اور ایک من مچھلی ماہوار بہت دولت ہے“۔

عنبر نے کہا:

”اور اگر بابا تمہارے پاس دو کشتیاں ہوں تو پھر کیسا رہے؟“۔

بابا ہنس کر بولا:

”ارے بیٹا، کیوں ایک غریب بوڑھے سے مذاق کر رہے ہو۔ بھلا ہماری یہ قسمت ہے کہ ہم دو کشتیوں کے مالک بن سکیں۔ بس جیسے گزارا ہو رہا ہے خدا کا شکر ہے“۔

عنبر خاموش ہو گئے۔ اسی طرح چار روز گزر گئے عنبر بیوپاری کے ہاں یہ پوچھنے گیا کہ کالی کٹ سے بادبانی جہاز کب آ رہا ہے۔ اس کا گزر اتفاق سے بازار سے ہوا۔ جہاں سرائے کی کالی کلوٹی مالکہ چبوترے پر بیٹھی گاہکوں کے لیے مچھلی بنا رہی تھی۔ عنبر اس کے سامنے جا کھڑا ہو گیا۔

”بڑی بی سلام“۔

سرائے کی مالکہ کے ہاتھ سے مچھلی نیچے گر پڑی۔ اس کا کالا رنگ زرد ہو گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں اور وہ بت بنی عنبر کو تکتی ہی رہ گئی۔ عنبر نے قریب جا کر اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لے جا کر دو چار بار ہلایا اور پھر مسکرا کر کہا:

"کیوں بڑی بی، یہ بیٹھے بیٹھے تم پتھر کیوں بن گئیں؟"۔

سرائے کی مالکہ اٹھ کر ایک دم اندر بھاگ گئی۔

عنبر مسکراتا ہوا وہاں سے آگے چل دیا۔ بیو پاری گھر پر نہیں تھا۔ عنبر بارہ لکڑی کے تخت پر بیٹھ کر بیو پاری کا انتظار کرنے لگا۔ بیو پاری کا مکان بازار کے چوک میں تھا۔ وہاں بڑی رونق تھی۔ ہر قسم کے لوگ آ جا رہے تھے۔ ان میں چینی بھی تھے۔ جاپانی بھی تھے۔ افریقی بھی تھے اور جاوا سماٹرا کے بھی تھے۔ عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک امیر آدمی جس نے گلے میں سونے کا لاکٹ پہن رکھا ہے اور لباس ریشم کا ہے۔ دور سے ایک حبشی غلام کو

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

بری طرح مارتا چلا آ رہا ہے۔

غلام زنجیروں میں جکڑا ہوا بار بار ہاتھ جوڑ رہا تھا۔

لوگ اس امیر آدمی کو دیکھ کر پرے پرے ہٹ گئے۔ کچھ لوگ جھک گئے اور کچھ سجدوں میں گر پڑے۔ عنبر نے ایک آدمی سے پوچھا:

''یہ شخص کون ہے؟''۔

اس آدمی نے حیرانی سے عنبر کو دیکھا۔

''کیا تم اسے نہیں جانتے؟''۔

عنبر بولا:

''بھائی! میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ شخص کون ہے اور اس حبشی بے چارے کو کیوں مار رہا ہے؟''۔

اس آدمی نے کہا:

''میاں! یہ شخص اس علاقے میں سمگلروں کا بادشاہ ہے۔ اس کے

آگے کسی کو دم مارنے کی جرات نہیں۔ اس کے اپنے جہاز چلتے ہیں۔ شہر سے باہر اس کا عالیشان محل ہے''۔

عنبر نے کہا:

''لیکن یہ بے چارے حبشی کو اس بری طرح سے کیوں پیٹ رہا ہے۔ کیا یہ اس کا غلام ہے؟''۔

اس آدمی نے کہا:

''ہاں بھائی! یہ شخص سمگلروں کے بادشاہ کا غلام ہے۔ اس کی عادت بن گئی ہے کہ یہ ہر سال آج کے دن دیوی دیوتاؤں کے نام پر اپنا ایک خاص غلام قربان کر کے سمندر میں پھینکتا ہے۔ آج اس غلام کی باری تھی جسے وہ سمندر کنارے قریب کرنے کے کھینچے لیے جا رہا ہے''۔

عنبر کو غلام پر بڑا ترس آیا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ ہندوستان میں

ابھی تک انسانوں کی قربانی دی جاتی تھی۔ سمگلروں کا بادشاہ اب چوک میں آ گیا تھا۔ اس کے نوکر بے چارے مریل سے حبشی غلام کو کھینچتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ عنبر بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ یہ جلوس شہر سے باہر سمندر کے کنارے ایک جگہ جا کر رک گیا۔ یہاں ایک پتھر کا چبوترہ بنا تھا۔ سمگلروں کے بادشاہ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا:

"اے مقدس دیوی دیوتاؤ، تم میرے گواہ رہنا۔ میں آج اپنی دولت میں سے تمہارے نام پر ایک غلام قربان کر رہا ہوں۔ اس کے بدلے تم مجھے اور دولت دو۔ تا کہ میں زیادہ غلام قربان کرسکوں"۔

لوگوں نے سمگلروں کے بادشاہ کے حق میں نعرے لگائے۔

نوکروں نے حبشی غلام کو زبردستی چبوترے پر لٹا دیا۔ سمگلروں کا بادشاہ تلوار لے کر اس کے سر کے پاس کھڑا ہو گیا۔ بے چارے حبشی کی جان خشک ہو گئی۔ وہ رو رو کر فریاد کر رہا تھا کہ اس کی جان بخشی کی جائے۔ مگر وہاں اس کی سننے والا کون تھا۔ وہاں تو سب کے سب اس کے دشمن تھے۔ لیکن عنبر نے اس حبشی غلام کو بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے سلامبو کو یاد کیا اور اسے آہستہ سے آواز دی:

اچانک سلامبو کی لاش اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا بات ہے عنبر؟ تم نے مجھے کیوں یاد کیا؟"۔

عنبر نے کہا:

"سلامبو، تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے تمہیں اپنی مدد کے لیے بہت کم یاد کیا ہے۔ اس وقت میں نہیں بلکہ ایک غریب مصیبت کا مارا غلام مشکل میں ہے۔ اس کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ یہ لوگ اسے قتل کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی جان بچا لو۔۔۔ وہ دیکھو بے چارے حبشی کو قتل کرنے کے لیے چبوترے پر لٹایا

جا چکا ہے"۔

سلامبو کی لاش نے دیکھا کہ چبوترے پر ایک حبشی غلام کو زبردستی لٹا دیا گیا تھا اور اس کے سر پر ایک آدمی تلوار لیے کھڑا منہ ہی منہ میں منتر پڑھ رہا تھا۔ بس وہ اسے قتل کرنے ہی والا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"سلامبو" جلدی سے اسے بچا لو۔ نہیں تو یہ ظالم اسے مار ڈالے گا"۔

سلامبو نے مسکرا کر کہا:

"عنبر تم ذرا تماشہ تو دیکھو کہ کیا ہوتا ہے"۔

سمگلروں کے بادشاہ نے منتر پڑھنے کے بعد آنکھیں کھول دیں اور تلوار اوپر اٹھا کر حبشی کی گردن پر چلانے ہی لگا تھا کہ اچانک تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔ حبشی اٹھ کر بیٹھ گیا اور سمگلروں کا بادشاہ پتھر بن گیا۔

وہ جس حالت میں کھڑا تھا اسی حالت میں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔

لوگوں میں شور مچ گیا کہ سمگلروں کا بادشاہ پتھر بن گیا ہے۔ حبشی حیرانی کے عالم میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

سمگلروں کے بادشاہ کو لوگوں نے ہاتھ لگا کر، ہلا جلا کر دیکھا۔ وہ بالکل پتھر کا بت بن چکا تھا۔ سمگلروں کے بادشاہ کے ایک غلام نے غصے میں آ کر حبشی پر تلوار مارنی چاہی۔ اس کے ہاتھ سے بھی تلوار چھوٹ کر دور جا گری اور وہ بھی پتھر کا بت بن گیا۔ تیسرے غلام نے حملہ کیا تو وہ بھی پتھر کا بن گیا۔ اب تو وہاں کہرام مچ گیا۔ حبشی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سہمی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔

لوگوں کا دماغ ایک دم پلٹ گیا۔ انہوں نے حبشی کے حق میں نعرے لگانے شروع کر دیے۔ وہ یہ سمجھے کہ حبشی کوئی دیوتا ہے جو غلام

www.urdurasala.com

کے روپ میں وہاں آیا ہے۔ لوگوں نے حبشی کو پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا اور اسے ایک پالکی میں بٹھا کر مندر لے گئے۔ سلامبو کی لاش نے ہنس کر عنبر سے کہا:

"کہو' کیسا رہا تماشہ؟ تم چاہتے تھے کہ حبشی کی جان بچ جائے۔ میں نے اسے آدمی سے دیوتا بنا دیا ہے۔ بس اب اگر اس نے کوئی غلطی نہ کی تو ساری زندگی عیش کرے گا۔ اچھی سے اچھی خوراک کھائے گا اور مزے سے سوتا رہے گا۔ اب میں جا رہی ہوں۔۔۔"

اتنا کہہ کر سلامبو غائب ہوگئی۔

عنبر کو بڑی خوشی ہوئی کہ اس نے ایک بے گناہ انسان کو قتل ہونے سے بچا لیا ہے۔ وہاں سے وہ واپس چوک میں بیوپاری کے گھر آ گیا۔ موٹا بیوپاری واپس آ چکا تھا۔ عنبر نے اس سے جہاز کے بارے میں پوچھا تو وہ بولا:

"میاں، تم جہاز کو رو رہے ہو یہاں انسان کے روپ میں دیوتا زمین پر آنا شروع ہوگئے ہیں۔ ابھی ابھی جو کچھ ہوا تمہیں پتا چلا؟"۔

"کیا ہوا؟" عنبر نے انجان بن کر پوچھا۔

"میاں، سمگلروں کا بادشاہ اپنے ایک غلام کی قربانی کرنے والا تھا کہ حبشی دیوتا نکل آیا۔ وہ پتھر بن کر۔ مندر کے کنارے کھڑا ہے اور لوگ اسے دیکھنے چلے آرہے ہیں"۔

عنبر بولا:

"ارے ہاں' میں نے بھی سنا ہے۔ بھئی دیوتا لوگ بھی تو زمین پر آ کر سیر کرنا چاہتے ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جہاز کب آرہا ہے؟"۔

"جہاں؟ ہاں۔۔۔ میاں جہاز آج رات کسی وقت یہاں پہنچ جائے گا۔ بس تم تیار رہو"۔

عنبر واپس بابا کے گھر آگیا۔ رات اس نے بڑے سکون سے بسر

www.pdfbooksfree.pk

کی۔ صبح صبح وہ اٹھ کر سمندر کنارے گیا تو وہاں ایک تجارتی جہاز کھڑا تھا۔ وہ ایک کافی بڑا جہاز تھا اور اس کے مستول پر رنگ برنگے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ عنبر جہاز کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور واپس گھر کی طرف چل پڑا۔

سنہری عورت

گھر آ کر عنبر نے بابا سے کہا:

"بابا' میرا جہاز آ گیا ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ لیکن جانے سے پہلے میں تمہارا اور بہن شگفتا کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تم لوگوں نے میری جس طرح خدمت کی ہے میں اس کا بدلہ نہیں چکا سکتا۔ پھر بھی میں یہ معمولی سی رقم آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں"۔

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

اور عنبر نے پانچ ہزار اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا بابا کے سامنے رکھ دیا:

''یہ پانچ ہزار اشرفیاں ہیں بابا۔ ان سے تم دو کشتیاں خرید کر کرائے پر چڑھا سکتے ہو اور اپنے لیے نیا مکان بھی بنوا سکتے ہو''۔

بابا اور شگفتہ تو خوشی سے حیران رہ گئے۔ بابا نے کہا:

''بیٹا، تم ہمارے لیے جو کر رہے ہو، ہم اس لائق تو نہیں۔ یہ تو ۔۔۔ بہت بڑی رقم ہے بیٹا''۔

عنبر نے کہا:

''تمہاری مہمان نوازی کو دیکھتے ہوئے یہ رقم بہت تھوڑی ہے بابا، اسے تم اپنے پاس رکھ لو''۔

شگفتہ بولی:

''بھائی، ہم اس قابل نہیں ہیں۔ ہم تمہارے اتنے بڑے احسان

کا بدلہ نہیں اتار سکتے''۔

عنبر نے کہا:

''شگفتہ بہن، تم میری بہن ہو۔ ایک بھائی کو اجازت دو کہ وہ اپنی بہن کی خدمت کر سکے۔ تمہیں تمہارے خدا کی قسم ہے کہ اسے اٹھا کر اپنے پاس رکھ لو''۔

انہیں مجبوراً وہ رقم اٹھانی پڑی۔

''اچھا خدا حافظ' زندگی رہی تو پھر بھی کبھی ملنے ضرور آؤں گا۔ خدا سے دعا کرنا کہ میری بہن مجھے مل جائے''۔

شگفتہ اور بابا نے کہا:

''خدا کرے کہ تمہیں تمہاری بہن مل جائے۔ ہماری نیک دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی''۔

عنبر بابا کے گھر سے رخصت ہو کر سمندر کے کنارے آ گیا۔

www.urdurasala.com

جہاز سمندر میں، کنارے سے ذرا ہٹ کر کھڑا تھا۔ اس کا لنگر پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور چھوٹی چھوٹی کشتیاں جہاز پر سامان لاد رہی تھیں۔ ایک جگہ سمندر کے کنارے کچھ لوگ بیٹھے کاغذات کی پڑتال کرنے کے بعد جہاز پر سفر کرنے والے مسافروں کو ایک کشتی رہے تھے۔

عنبر نے بھی جیب سے اجازت نامہ نکالا اور وہاں جا کر پیش کر دیا۔

اجازت نامہ دیکھنے کے بعد عنبر کو بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ کشتی میں سوار کروا دیا۔ جب دونوں کشتیاں مسافروں سے بھر گئیں تو وہ لوگ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ خود بھی کشتیوں میں بیٹھ گئے اور کشتیاں جہاز کی طرف سمندر کی لہروں پر روانہ ہو گئیں۔ جب وہ جہاز کے نیچے پہنچیں تو اوپر سے رسیوں کی سیڑھیاں لٹکا دی گئیں۔ مسافر ایک ایک کر کے اوپر چڑھنا شروع ہو گئے۔

عنبر بھی جہاز پر سوار ہو گیا۔ عرشے کے تختے پر آ کر اس نے دیکھا کہ جہاز کافی کھلا کھلا تھا۔ کیبن بڑے اچھے تھے۔ بادبانوں کا کپڑا بھی عمدہ اور مضبوط تھا۔ چرخی پر پیتل کے بٹن لگے تھے۔ جہازی ادھر ادھر کام کرتے پھر رہے تھے۔

عنبر نے اپنے لیے ایک کیبن لے لیا تھا۔ اس کے واسطے اسے پانچ سو اشرفیاں زیادہ ادا کرنی پڑی تھیں۔ اب اس کے پاس چھ سات ہزار اشرفیاں باقی رہ گئی تھیں جو اس کے لیے کافی تھیں۔

جہاز اگلے روز صبح کے وقت روانہ ہونے والا تھا۔

عنبر کیبن میں آ کر بستر پر لیٹ گیا اور شگفتہ کے بارے میں سوچنے لگا کہ جانے بے چاری اس وقت کہاں ہو گی۔ ڈاکو اور ٹھگ اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہوں گے۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ عنبر نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اس کے سامنے ایک بڑی خوبصورت عورت سر پر سنہری ہار لپیٹے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

www.urduasala.com

"آپ کا نام عنبر ہے ناں"۔

عنبر نے کہا:

جی ہاں' فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"۔

سنہری عورت بولی:

"میں نے شہر میں آپ کی بہت تعریف سنی تھی۔ معلوم ہوا آپ جہاز میں ہیں تو سوچا کیوں نہ آپ سے ملاقات کر لوں میں اندر آ سکتی ہوں؟"۔

"تشریف لائیے"۔

سنہری عورت اندر آ کر بیٹھ گئی۔ عنبر نے محسوس کیا کہ عورت کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی عیاری چمک رہی تھی؛ بہر حال اسے اس سے کیا خطرہ ہو سکتا تھا۔ اگر سنہری عورت کے دل میں کھوٹ تھی تو نقصان اسی کا ہوتا تھا۔ عنبر کا وہ کیا بگاڑ سکتی تھی۔

زردلاش

سنہری عورت نے پوچھا:

"آپ بھی جاپان جا رہے ہیں؟"

عنبر بولا:

www.urdurasala.com

"جی ہاں۔۔۔اور آپ؟"۔

سنہری عورت نے کہا:

"خوش قسمتی سے میں بھی جاپان جا رہی ہوں۔ آپ کا ساتھ رہے گا"۔

عنبر نے پوچھا:

"آپ اکیلی سفر کر رہی ہیں کیا؟"

سنہری عورت کہنے لگی:

"جی ہاں۔۔۔جی نہیں۔۔۔"

عنبر بولا:

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ۔۔۔"

سنہری عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ گھبرا رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر بند دروازے میں سے باہر جھانک کر دیکھا اور پھر چپکے سے کرسی پر بیٹھ کر سر جھکا لیا۔

عنبر نے پوچھا۔

"بات کیا ہے؟ آپ پریشان کیوں ہیں؟ کیا آپ مجھے اپنی پریشانی بتائیں گی؟"۔

سنہری عورت نے ساڑھی کے پلو سے آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا:

میری کہانی بڑی لمبی ہے۔ لیکن مختصر یہ ہے کہ میں ملک نیپال کے

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

www.pdfbooksfree.pk

ایک امیر ماں باپ کی بیٹی ہوں۔ ایک بار میں اپنی نوکرانی کے ساتھ میلے پر جارہی تھی کہ ڈاکوؤں نے حملہ کر کے مجھے اغوا کرلیا۔ وہ مجھے اٹھا کر چین لے گئے۔ وہاں سے تبت اور کشمیر سے ہوتے ہوئے ہندوستان آ گئے۔ اب میں ان کے چنگل سے کسی طرح بھاگ کر اس جہاز میں سوار ہوگئی ہوں۔ لیکن وہ میرے پیچھے لگے ہیں اور اس جہاز پر ان کے دو ساتھی میرا تعاقب کر رہے ہیں۔

میں آپ کے پاس صرف اس لیے ہوں کہ آپ مجھے ان ظالموں سے بچائیں گے؟

عنبر پر سنہری عورت کی کہانی کا بڑا اثر ہوا۔ وہ سچ مچ اسے دکھی عورت معلوم ہونے لگی۔ اس نے یونہی اس کے بارے میں خیال کیا کہ وہ عیار ہوگی۔ عنبر نے کہا:

''بی بی! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔ مگر جاپان جا کر تم ان لوگوں سے کیوں کر بچ سکو گی۔ کیوں کہ وہاں تو میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا''۔

سنہری عورت بولی:

''جاپان کی بندرگاہ پر میرا ایک چچا ٹھیکیداری کرتا ہے۔ میں اس کے پاس چلی جاؤں گی۔ جاپان پہنچ کر مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوگی''۔

عنبر نے کہا:

''بہت خوب' کیا تم مجھے ان دو ڈاکوؤں کی شکلیں دکھا سکتی ہو جو تمہارا پیچھا کر رہے ہیں؟''۔

سنہری عورت بولی:

''ہاں' وہ ابھی نیچے جا کر قہوہ پی رہے ہیں''۔

عنبر نے پوچھا:

www.urdurasala.com

''آخر وہ تم سے اب چاہتے کیا ہیں؟''۔

سنہری عورت نے کہا:

''حقیقت میں وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ میرے پاس ان کا راز ہے۔انہیں ڈر ہے کہ میں انہیں گرفتار کروادوں گی''۔

عنبر نے کہا:

''ٹھیک ہے' تم مجھے نیچے چل کر ان کی شکلیں دکھا دو''۔

سنہری عورت عنبر کو لے کر جہاز کے درمیانی حصے میں آ گئی۔ جہاں مسافر قہوے کی چھوٹی سی دکان کے باہر بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔

سنہری عورت نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا:

''وہ جو دو سیاہ پگڑی والے آدمی بیٹھے قہوہ پی رہے ہیں وہی ڈاکو ہیں''۔

عنبر نے بڑے غور سے دونوں ڈاکوؤں کی طرف دیکھا۔انہوں

نے بھی سنہری عورت اور عنبر کو بڑے غور سے گھور کر دیکھا۔عنبر نے سنہری عورت سے کہا:

''تم میرے کیبن میں چلی جاؤ۔میں ابھی آتا ہوں''۔

سنہری عورت واپس عنبر کے کیبن میں چلی گئی۔عنبر وہیں بیٹھا تھا کہ دونوں ڈاکو اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ایک ڈاکو بولا:

''نوجوان' تم اس عورت کے معاملے میں نہ آؤ۔ہم جانیں اور ہمارا کام جانے۔بہتر ہے کہ تم خاموش رہو''۔

عنبر نے کہا:

''اک دکھی عورت نے مجھ سے مدد طلب کی ہے۔میرا یہ اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ میں اس کی مدد کروں اور اسے تم ایسے ظالم لوگوں سے بچاؤں۔اس لیے کان کھول کر سن لو کہ میں اس عورت کی ضرور مدد کروں گا۔تم اگر ساری زندگی بھی اس کے پیچھے لگے رہو تو

www.pdfbooksfree.pk

اب اس کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے کیونکہ اب میں اس کے سامنے کھڑا ہوں''۔

دوسرے ڈاکو نے کہا:

''بھائی' تم کیوں خواہ مخواہ دوسرے کی مصیبت میں خود پھنس رہے ہو۔ تمہیں معلوم بھی ہے کہ وہ عورت کون ہے؟ بھگوان قسم بڑی مکار عورت ہے۔ تم جیسے ہزاروں مردوں کو ایک پل میں الو بنا کر رکھ دے''۔

عنبر نے کہا:

''جو کچھ بھی ہو۔ میں نے اسے بچانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لیے تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ یہاں سے تو دو گیارہ ہو جاؤ۔ ابھی

www.urdurasala.com

اسی وقت جہاز پر سے اتر جاؤ“۔

پہلا ڈاکو بولا:

”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم اپنے سردار کو کیا منہ دکھائیں گے؟ ہمیں اس نے حکم دیا ہے کہ اس عورت کو زندہ پکڑ کر لائیں اور یا اس کی لاش ساتھ لے کر چلیں۔ اب تم ہی کہو سردار نے جب ہمیں خالی ہاتھ آتے دیکھا تو وہ کس قدر قیامت بپا نہیں کرے گا۔ تم ہمارے سردار کے غصے سے واقف نہیں ہو“۔

عنبر نے ڈانٹ کر کہا:

”سنو! میں نہ تمہاری پیروا کرتا ہوں اور نہ تمہارے سردار کی پروا کرتا ہوں۔ اگر تم اس جہاز سے اتر کر یہاں سے بھاگے نہیں تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا کر لاشیں سمندری مچھلیوں کے حوالے کر دوں گا“۔

دونوں ڈاکو کچھ ڈر سے گئے۔ عنبر کی آواز میں بڑا رعب اور دبدبہ تھا۔ آخر ایک ڈاکو نے عنبر سے کہا:

”بھائی، اگر تم بھی ہماری طرح ڈاکو ہو تو پھر ہمارے ساتھ مل کر ڈاکے ڈالو۔ اگر کوئی جاسوس ہو تو پھر تم پرے ہٹ کر بیٹھ جاؤ“۔

”بکواس بند کرو تم دونوں“۔ عنبر نے غصے میں آ کر کہا۔ ”میں ایک بات تو دونوں کو آخری بار اور صاف صاف لفظوں میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آج رات کے بعد میں نے تم دونوں کو اس جہاز پر دیکھا تو پرسوں تم اس دنیا میں نہیں رہو گے۔ تمہاری لاشیں سمندر میں پڑی ہوں گی“۔

یہ کہہ کر عنبر وہاں سے اٹھ کر اپنے کیبن میں آ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ سنہری عورت اس کے انتظار میں ہو گی۔ لیکن جب وہ کیبن میں داخل ہوا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ کیبن کی ایک ایک چیز اپنی جگہ سے

الٹی ہوئی تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی نے پورے کیبن کی تلاشی لی ہے۔ عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ تیزی سے اس مرتبان کی طرف لپکا جس کے اندر اس نے اشرفیوں کی تھیلی چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔

اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اشرفیوں کی تھیلی غائب تھی۔ عنبر جلدی سے عرشے پر آ گیا۔ وہاں سے قہوہ خانے میں گیا۔ دونوں ڈاکو بھی وہاں نہیں تھے۔ اس نے سارے جہاز کا کونہ کونہ چھان مارا وہاں نہ سنہری عورت تھی اور نہ دونوں ڈاکوؤں کا کوئی نام ونشان تھا۔ اس نے عرشے پر آ کر سمندر کنارے دیکھا۔

دور گھوڑوں پر سوار دونوں ڈاکو اور سنہری عورت جنگل کی طرف بھاگے جا رہے تھے عنبر کو پہلے تو ہنسی آئی۔ پھر غصہ آ گیا کہ کم بخت اسے لوٹ کر جا رہے ہیں۔ اس کے پاس اب ایک پائی تک نہیں تھی کہ جس کے بدلے وہ پانی کا ایک گلاس ہی خرید کر پی سکے۔ جاپان کا

سفر تھا۔ جگہ جگہ پردیس میں پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ عنبر نے اسی وقت ان دونوں سے بدلہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔ عنبر نے اسی وقت آنکھیں بند کر کے سلامبو کو آواز دی اور کہا:

"سلامبو! جنگل میں ایک عورت اور دو ڈاکو تمہاری دی ہوئی سونے کی اشرفیاں چھین کر بھاگے جا رہے ہیں۔ ان اشرفیوں کے چھن جانے سے میرے پاس کچھ باقی نہیں بچا۔ مجھے سنہری عورت پر سخت غصہ ہے۔ اس نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ فوراً انہیں راستے میں پکڑو اور ڈاکوؤں کو اسی جگہ قتل کر کے سنہری عورت کو میرے پاس لے آؤ"۔

سلامبو مسکرائی اور غائب ہو گئی۔

سنہری بالوں والی عورت اپنے دونوں ڈاکو ساتھیوں کے ہمراہ گھوڑے پر سوار بڑے مزے سے جنگل میں سے گزر رہی تھی۔ وہ

بڑی خوش تھی۔

تینوں بڑے خوش تھے کہ انہوں نے ایک سیدھے سادھے آدمی کو الو بنا کر اس سے ساری کی ساری اشرفیاں چھین لیں۔ اشرفیوں کا تھیلا سنہری عورت نے اپنے گھوڑے پر رکھا ہوا تھا۔ وہ سب سے آگے آگے جا رہی تھی۔

یہ عورت اس گروہ کی سردارنی تھی۔ یہ ٹھگوں کا گروہ تھا جو اسی طرح بھولے بھالے لوگوں کو لوٹ لیا کرتا۔

عنبر کو ایک ڈاکو نے مکار عورت کی سرائے میں ہی دیکھ کر تاڑ لیا تھا کہ اس کے پاس کافی دولت ہے۔ دونوں ڈاکو اس کا پیچھا کرتے رہے۔ پھر وہ بوڑھے ماہی گیر کی جھونپڑی تک بھی ساتھ گئے۔

عنبر جب جہاز پر سوار ہوا تو ڈاکوؤں نے اپنی سردارنی کو خبر کر دی کہ شکار جہاز پر سوار ہو گیا ہے؛ چنانچہ سنہری عورت نے آ کر عنبر کے ساتھ چکنی چپڑی باتیں کر کے اس کی اشرفیوں پر ڈاکہ ڈال لیا۔

سنہری عورت نے قہقہہ لگا کر کہا:

”بڑا احمق تھا یہ نوجوان' میرے جال میں بڑی آسانی سے پھنس گیا۔ میرا خیال تھا۔ شاید مجھے بہت محنت کرنی پڑے گی۔ مگر وہ تو بڑا کاٹھ کا الو نکلا۔“

ڈاکو نے کہا:

”ویسے تمہاری بڑی طرف داری کر رہا تھا۔ گدھا کہیں کا۔۔۔ ہمیں دھمکی دے رہا تھا کہ اگر ہم نے جہاز نہ چھوڑا تو وہ ہمیں جان سے مار دے گا“۔

اس پر دونوں ڈاکو زور سے قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

ابھی ان کے قہقہے ختم نہیں ہوئے تھے کہ جنگل میں راستے پر انہیں سامنے درختوں کے نیچے ایک کفن پوش لاش کھڑی نظر

آئی۔۔۔گھوڑے زور سے ہنہنائے اور وہیں رک گئے۔ یہ سلامبو کی لاش تھی۔

لاش ان کے قریب آ گئی۔ دونوں ڈاکو اور سنہری عورت کا رنگ فق ہو گیا۔ لاش ان کے بالکل سامنے آ کر رک گئی۔ تینوں کو لاش کا خون سے بھرا ہوا چہرہ دیکھ کر پسینے آ گئے۔

سلامبو کی لاش نے ایک ہاتھ اوپر اٹھا کر ایک ڈاکو کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

"تم زمین پر گر کر مر جاؤ گے"۔

اور وہ ڈاکو زمین پر تڑپ کر گرا اور مر گیا۔

زردلاش

سلامبو کی لاش نے دوسرے ڈاکو کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"تم زمین پر گر کر مر جاؤ گے"۔

اس آواز کے ساتھ ہی دوسرا ڈاکو بھی تڑپ کر زمین پر گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ اب تو سنہری عورت تھر تھر کانپنے لگی۔ سلامبو کی لاش نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"تم میرے ساتھ چلو گی"۔

www.urdurasala.com

اس آواز کے ساتھ ہی سنہری عورت بے ہوش ہوگئی۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ عنبر کے کیبن میں جہاز پر تھی۔ عنبر کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ ہکی بکی رہ گئی۔ سلامبو کی لاش کیبن سے باہر کھڑی تھی۔ عنبر نے سنہری عورت کی طرف دیکھ کر طنزیہ قہقہہ لگایا اور کہا:

''اے ڈاکو عورت' تو ظالم ہے۔ تیرے ساتھی بھی ظالم تھے۔ جو اپنے انجام کو پہنچے۔ اب تو بھی اپنے انجام کے لیے تیار ہو جا''۔

سنہری عورت ایک دم عنبر کے قدموں پر گر پڑی۔

''تجھے تیرے ماں باپ کا واسطہ ہے۔ مجھے معاف کر دے۔ میری جان بخش دے۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ اب کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گی''۔

عنبر بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ توبہ کرے اس نے کہا:

''تو نے میرے مرحوم ماں باپ کا واسطہ دیا ہے۔ میں تجھے ایک شرط پر معاف کرتا ہوں کہ تو وعدہ کر کہ آئندہ کبھی کسی کو نہیں لوٹے گی اور باقی زندگی شریف عورت بن کر بسر کرے گی''۔

سنہری عورت نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا:

''میں اپنے ماں باپ کی قسم کھا کر وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ سے کبھی ڈاکہ نہیں ڈالوں گی اور ہمیشہ ایک شریف عورت بن کر زندگی بسر کروں گی''۔

عنبر نے اپنی اشرفیوں کی تھیلی لے کر تخت پر رکھ لی۔ پھر تھیلی کھول کر اس میں سے کافی اشرفیاں ایک الگ تھیلی میں بھر کر سنہری عورت کو دیں اور کہا۔

''یہ رقم تمہارے شروع شروع کے خرچ کے لیے کافی ہوگی۔ جب تک یہ اشرفیاں خرچ ہوں تم کوئی محنت مزدوری کا کام تلاش کر لینا۔ اب تم جاؤ''۔

سنہری عورت نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر چومتے ہوئے کہا:

"تم انسان نہیں دیوتا ہو۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔ لیکن میں اس جہاز پر سے اتر کر کیسے جاؤں گی۔ جہاز تو چلنے کو تیار ہو رہا ہے۔ ساری کشتیاں جہاز کو چھوڑ کر جا چکی ہیں"۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"جو خاتون تمہیں یہاں لا کر چھوڑ گئی ہے وہیں تمہیں یہاں سے لے بھی جائے گی۔ تم واپس جنگل میں جاؤ گی جہاں تمہارا گھوڑا اسی طرح درخت کے نیچے کھڑا ہے"۔

سنہری عورت بولی:

"شکریہ بھائی، بہت بہت شکریہ"۔

عنبر نے آواز دی:

"سلامبو بہن، اس عورت کو واپس اسی جنگل میں چھوڑ آؤ"۔

www.pdfbooksfree.pk

سلامبو نے اندر کیبن میں آ کر سنہری عورت کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ دونوں غائب ہو گئیں۔ سلامبو ظاہر نہ ہوئی۔ مگر سنہری عورت نے اپنے آپ کو جنگل میں اسی جگہ پایا جہاں سے وہ غائب ہوئی تھی۔ اس کے دونوں ساتھی ڈاکوؤں کی لاشیں جنگلی درندے اٹھا کر لے گئے تھے۔

سنہری عورت کا گھوڑا اسی جگہ درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور جنگل میں غائب ہو گئی۔ عنبر کے بادبانی جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا۔

کپتان کے حکم سے اس کے بادبان بھی کھول دیے گئے۔ بادبانوں میں کھلتے ہی ہوا بھر گئی اور جہاز نے آہستہ آہستہ کھلے سمندر کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ سب مسافر عرشے پر آ کر کھڑے جہاز کے چلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

www.urdumasala.com

بندرگاہ کے درخت،شہر کی عمارتیں،مندروں کے مینار اور جنگل جنگلوں کے درخت۔۔۔سبھی کچھ آہستہ آہستہ پیچھے جا رہا تھا۔ بادبانوں میں ہوا بھرتی جاتی تھی اور جہاز کی رفتار تیز ہو رہی تھی۔

آخر کنارہ بہت دور رہ گیا۔

جہاز کھلے سمندر میں آ گیا۔ یہاں ہوا زیادہ کھل کر چل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے جہاز کی رفتار بھی پہلے سے تیز ہو گئی۔ مسافر اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ جہازی عرشے کو پانی سے دھونے لگے۔ کچھ مسافر کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ کچھ گپیں ہانکنے لگے اور کچھ کیبن میں چلے گئے۔ عنبر اکیلا عرشے کے جنگلے کے ساتھ لگ کر کھڑا اپنی بہن شگفتا، بھائی ناگ اور ماریا سے ملنے کی پوری امید تھی۔

وہ بڑا پرامید تھا کہ ناگ اور ماریا کیوشو کے بادشاہ کے محل میں ہی ہوں گے۔ ایک خیال اسے یہ بھی آتا کہ ہو سکتا ہے وہ جا چکے ہوں۔ مگر وہ اکیلے نہیں جا سکتے تھے۔ وہ بہرحال عنبر کی راہ دیکھ رہے ہوں گے۔

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

شکنتلا کے بارے میں وہ زیادہ پریشان تھا۔ کیوں کہ اسے کوئی یقین نہیں تھا کہ شیواجی ٹھگ اسے لے کر جاپان کی کونسی بندرگاہ پر اترا ہوگا۔ ویسے اصولی طور پر اسے کیوشو میں ہی اترنا چاہیے تھا۔ کیونکہ جاپان کی اس زمانے میں یہی ایک تجارتی بندرگاہ تھی جو مشہور بھی تھی اور جس کا رخ کھلے سمندر کی طرف تھا۔

باہر سے جو جہاز بھی آتا وہ اسی بندرگاہ پر لنگر ڈالتا۔ پھر عنبر کو خیال آیا کہ شکنتلا تو سمندری ڈاکوؤں کے جہاز میں سفر کر رہی ہے۔ خدا

جانے وہ کون سی غیر قانونی بندرگاہ پر جا کر ٹھہرے گا۔

جہاز بڑی پرسکون اور اچھی خاصی رفتار کے ساتھ کھلے سمندر میں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ہوا بڑی عمدہ چل رہی تھی۔ عرشے پر کھڑے کھڑے عنبر تھک گیا۔ وہ واپس مڑنے ہی والا تھا کہ اسے کیبن کے باہر جہاز کا کپتان نظر آیا۔ وہ ایک تجربہ کار ادھیڑ عمر کا مضبوط آدمی تھا جو زمانے کے بہت سے گرم سرد موسم دیکھ چکا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ اس آدمی سے دوستانہ ڈال کر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ سمندری ڈاکو عام طور پر کس راہ پر سے گزرا کرتے ہیں۔

عنبر چپکے سے جہاز کے کپتان کے قریب جا کر سلام کر کے بولا:

"کپتان صاحب۔ خدا نے چاہا تو سفر بڑا اچھا گزرے گا"۔

کپتان نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:

"ہاں۔۔۔ موسم بہت اچھا ہے۔ اگر موسم صاف رہا تو سفر بہت

خوشگوار ہوگا۔ لیکن موسم خراب ہو گیا تو کافی تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ کیوں کہ ان سمندروں میں بڑا خوفناک طوفان آیا کرتا ہے‘‘۔

عنبر نے پوچھا:

’’کیا طوفانوں کا موسم یہی ہے؟‘‘۔

’’موسم یہ نہیں ہے۔ مگر کبھی کبھی طوفان اس مہینے میں بھی آ جایا کرتے ہیں۔ بہر حال اب تو چل پڑے ہیں جو ہوگا دیکھا جائے گا‘‘۔

کپتان جہاز کا رخ بدلنے والی چرخی گھما رہا تھا۔ اس نے سامنے سمندر کی لہروں کی طرف دیکھتے ہوئے عنبر سے پوچھا:

’’تم کہاں تک سفر کرو گے؟‘‘۔

’’جناب، میں آپ کے ساتھ جاپان تک جا رہا ہوں‘‘۔

’’بہت خوب، کیا یہ تمہارا پہلا سفر ہے نوجوان؟‘‘۔

’’جی نہیں، میں اس سے پہلے بھی جاپان کا سفر کر چکا ہوں۔ میری ایک بہن اور بھائی کیوشو میں شاہی مہمان ہیں‘‘۔

کپتان نے مسکرا کر کہا:

’’شاہی مہمان ہیں؟ بہت خوب۔ پھر تو تم بڑے درباری آدمی ہو۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟‘‘۔

عنبر نے جواب دیا:

’’نہیں جناب، میں درباری آدمی نہیں ہوں۔ میں اور میرا بھائی جڑی بوٹیوں سے بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ میری ایک دوا سے بادشاہ کے بچے کو صحت مل گئی تھی۔ بس اسی وجہ سے میرے بھائی اور بہن شاہی محل میں رہنے لگے‘‘۔

’’پھر تم وہاں سے ہندوستان کیا لینے آئے میاں؟‘‘۔

’’میں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آیا تھا۔ ہندوستان کے جنگل

www.urdurasala.com

قیمتی جڑی بوٹیوں سے بھرے ہوئے ہیں“۔

عنبر کچھ دیر تک کپتان کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ اس کی باتیں کپتان کو بڑی دلچسپ لگیں۔ اس نے عنبر سے کہا:

”برخوردار، تم میرے کیبن میں آ کر میرے ساتھ قہوہ پیو گے تو مجھے خوشی ہوگی“۔

”میرے لیے یہ عزت کا باعث ہوگا“۔

رات کے کھانے کے بعد عنبر کپتان کے کیبن میں قہوہ پینے آ گیا۔ کپتان نے میز پر نقشہ پھیلا رکھا تھا اور اس پر جھکا ہوا کچھ دیکھ رہا تھا۔ عنبر نے سلام کیا اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ کپتان نے سر اٹھا کر عنبر کی طرف دیکھا اور پھر نوکر سے کہا کہ وہ قہوہ لائے۔

”کہو میاں، سفر کیسا گزر رہا ہے۔ جہاز بڑا ہے جس کی وجہ سے زیادہ چکر نہیں کھا رہا۔ ویسے بھی سمندر پرسکون ہے“۔

ادھر ادھر کی باتوں کے بعد عنبر نے پوچھا:

”جناب یہ فرمائیے کہ جاپان کے ملک کو جانے کے لیے یہی ایک سمندری راستہ ہے یا کوئی دوسرا راستہ بھی ہے؟“۔

کپتان نے ہنس کر کہا:

”میاں، سمندر میں اگر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جہاز چلیں تو اس کے بے شمار راستے بن جائیں گے۔ تم پوچھنا کیا چاہتے ہو؟“۔

عنبر نے کہا:

”میں یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ ہندوستان کی بندرگاہ سے جو جہاز چلتے ہیں کیا وہ بھی جاپان کی ایک ہی بندرگاہ پر جا کر رکتے ہیں؟“۔

”نہیں، جاپان کی کئی بندرگاہیں ہیں۔ کیوشو کے علاوہ کیوٹو ہے کیمونو ہے اور کئی ایک بندرگاہیں ہیں جہاں تجارتی اور مسافر جہاز آ کر ٹھہرتے ہیں“۔

www.urdurasala.com

عنبر نے صاف سوال کر دیا:

"کپتان صاحب' میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ سمندری میں جو سمندری ڈاکوؤں کے جہاز چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ اگر جاپان کو روانہ ہوں تو کس جگہ پر جا کر ٹھہریں گے؟"۔

کپتان نے بڑے غور سے عنبر کو دیکھا اور پوچھا:

"میاں صاحب زادے' تمہارا بحری ڈاکوؤں کے جہاز سے کیا تعلق ہے؟ تم ان کے بحری راستوں کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟"۔

عنبر نے کہا:

"جناب' اب میں آپ سے صاف صاف بیان کر دوں کہ میں اپنی ایک بہن کی تلاش میں جاپان کا سفر کر رہا ہوں جس کو بحری ڈاکو اغوا کر کے جہاز پر بٹھا کر لے گئے ہیں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سمندری ڈاکوؤں کا جہاز جاپان کی طرف جا رہا ہے"۔

کپتان کچھ دیر عنبر کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا:

www.urdurasala.com

"پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ تمہاری بہن اغوا ہو گئی اور دوسری بات یہ کہ بحری ڈاکو بہت کم بندرگاہوں پر جاتے ہیں۔ عام طور پر وہ سمندروں میں ہی گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی خوراک وغیرہ حاصل کرنے کے لیے وہ کسی گمنام سے جزیرے یا کسی ملک کے بے آباد ساحل پر جا کر لنگر ڈال دیتے ہیں وہاں ان کے خاص آدمی خوراک وغیرہ کا ذخیرہ لیے تیار کھڑے ہوتے ہیں"۔

عنبر نے کہا:

"لیکن جناب میں آپ کو پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس سمندری جہاز پر میری بہن سوار ہے وہ جہاز جاپان کی طرف جا رہا ہے"۔

"اگر یہ بات ہے تو وہ ضرور جاپان کے غیر آباد ساحل پر جا کر رکے گا۔ میرے خیال میں کیموتو کے دور ساحل ایسا ہی ہے۔ سنا ہے کہ اس جگہ کبھی کبھی کوئی بحری قزاقوں کا جہاز دیکھا جاتا ہے"۔

عنبر نے کہا:

"کپتان صاحب' کیا آپ نقشے میں مجھے بتا سکتے ہیں کہ یہ جگہ جاپان میں کس مقام پر ہے؟"۔

"کیوں نہیں آؤ میرے پاس"۔

کپتان نے میز پر رکھے ہوئے چمڑے کے نقشے پر جھک کر عنبر کو

www.urdurasala.com

بتایا کہ جاپانی ساحل پر وہ جگہ کہاں ہے۔ جہاں اس کے خیال کے مطابق سمندری ڈاکوؤں کے جہاز کو جا کر کنارے لگنا تھا۔ کپتان نے کہا:

"یہ جگہ اس لیے بھی محفوظ ہے کہ یہاں سمندر میں ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کے اندر بے شمار چٹانیں نکلی ہوئی ہیں۔ ایک ماہر تجربے کار کپتان ہی یہاں سے اپنا جہاز گزار سکتا ہے اور سمندری قزاق بہت ماہر اور تجربہ کار کپتان ہوتے ہیں۔ ان کی ساری عمر ہی سمندروں میں گزر جاتی ہے۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ سمندری قزاقوں کا جہاز اسی جگہ رکے گا"۔

عنبر نے کہا:

"مجھے اس جگہ کیسے پہنچنا ہوگا؟"۔

"اس کے لیے تم کیوشو سے کشتی میں سوار ہو کر کیمونو جاؤ گے اور پھر وہاں سے مغربی ساحل پر چٹانوں کے پاس جاؤ گے۔ مگر تمہارے وہاں جانے کا فائدہ کیا ہوگا۔ کیونکہ تمہیں تو اس وقت وہاں جانے چاہیے جب سمندری ڈاکوؤں کا جہاز وہاں لنگر ڈال چکا ہو جب جہاز ہی وہاں نہیں ہوگا تو تم وہاں کیا لینے جاؤ گے؟"۔

عنبر بولا:

"میں کوشش کروں گا کہ جہاز کے ساتھ ساتھ وہاں پہنچ سکوں"۔

کپتان ہنس پڑا:

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ سمندری ڈاکوؤں کے جہاز کو یہاں سے روانہ ہوئے دس روز ہو گئے ہیں۔ وہ تو اب جاپان کے ساحل پر پہنچنے ہی والا ہوگا۔ تمہارے لیے اس جہاز کو تلاش کرنا بہت مشکل ہو گا۔ بحری ڈاکوؤں کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں سے کدھر نکل جاتے ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سمندری ڈاکوؤں کو کیا ضرورت تھی کہ تمہاری بہن

www.urdurasala.com

کواغوا کرتے۔وہ تو عام طور پر دولت لوٹا کرتے ہیں''۔

عنبر نے کہا:

''بات اصل میں یہ ہے کہ میری بہن کو ایک ڈاکو نے اغوا کر کے ایک ٹھگ کے پاس بیچ دیا۔یہ ٹھگ جاپان میں جا کر عورتوں کو لونڈیاں بنا کر شاہی محلات میں فروخت کرتا ہے اور وہاں سے لونڈیاں خرید کر ہندوستان میں آ کر فروخت کر دیتا ہے؛ چنانچہ جہاز پر یہ ٹھگ میری بہن کو لے کر جاپان جا رہا ہے''۔

کپتان نے میز پر ہاتھ مار کر کہا:

''ایسا کہو ناں پھر۔۔۔پھر وہ یقیناً کیوشو جائے گا۔کیوں کہ اسی جگہ شاہی محل ہے''۔

''لیکن وہاں کا بادشاہ بہت شریف ہے۔اس کے محل میں لونڈیاں نہ ہونے کے برابر ہیں''۔

''تو پھر وہ کیوٹو جائے گا۔وہاں کا شاہی محل بہت بڑا محل ہے۔ تمہیں کیوشو پہنچ کر وہاں سے کیوٹو جانا ہو گا۔کیوٹو کیوشو سے دو رات اور ایک دن کے سفر پر ہے''۔

عنبر بڑے غور سے کپتان کی باتیں سنتا رہا۔اس کی باتیں بڑی فائدہ مند تھیں۔ان میں عنبر کے لیے بے حد معلومات تھیں۔اب اسے صرف اس بات کا انتظار تھا کہ کسی طرح وہ جلد سے جلد کیوشو پہنچے تا کہ وہاں سے وہ ناگ اور ماریا سے مل کر اپنی بہن شگفتہ کو تلاش کرنے کی مہم شروع کر سکے۔

خونی محل

اب ہم آپ کو واپس سمندری ڈاکوؤں کے جہاز پر لیے چلتے ہیں۔

عنبر کپتان کے تجارتی جہاز پر جاپان کی طرف جا رہا ہے۔ اس سے پہلے شگفتا کو لے کر شیوا جی ٹھگ سمندری ڈاکوؤں کے جہاز پر جاپان کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ شگفتا بے چاری مجبور اور بے بس ہو کر اپنے کیبن میں پڑی تھی۔

وہ ٹھگوں کی قید سے آزاد نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ بڑے خونخوار قسم کے بحری ڈاکوؤں کے نرغے میں پھنسی ہوئی تھی۔ بحری ڈاکوؤں کا بادبانی جہاز سمندر میں بھاگا جا رہا تھا۔ سمندری ڈاکوؤں کے جہاز عام طور پر بڑے چھوٹے جہاز ہوتے ہیں' تاکہ دوسرے جہازوں سے مقابلے کے وقت وہ تیزی سے دائیں بائیں گھوم کر حملہ کر سکیں۔ جہاز کے بانس پر سے ڈاکوؤں نے اپنا کھوپڑی اور ہڈیوں والا جھنڈا اتار دیا تھا۔ یہ جھنڈا وہ اس وقت لہراتے جب کسی جزیرے میں اترنا ہوتا یا کوئی تجارتی جہاز سامنے آ جاتا۔

موسم خوشگوار تھا۔ دھوپ سمندر پر خوب چمک رہی تھی اور پانی کی لہریں بڑی روانی اور سکون کے ساتھ بہہ رہی تھیں۔ انہیں سمندر میں سفر کرتے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ اس دوران جہاز کسی بھی بندرگاہ پر نہیں رکا تھا۔ آٹھویں روز اچانک جہاز پر ایک ڈاکو بیمار پڑ گیا۔

www.urdurasala.com

دو گھنٹے کے اندر اندر وہ مر گیا۔ شام کو دوسرا ڈاکو بھی بیمار ہو کر مر گیا۔ دو روز کے اندر اندر جہاز پر سات ڈاکو بیمار پڑ کر مر گئے۔ کپتان پریشان ہو گیا۔ اس نے شیواجی کو بلا کر کہا:

"معلوم ہوتا ہے جہاز پر کسی وبائی بیماری نے حملہ کر دیا ہے"۔

شیواجی نے پوچھا:

"پھر کیا ہوگا؟ کیا جہاز پر کوئی حکیم نہیں ہے؟"۔

کپتان نے کہا:

"یہ کوئی تجارتی جہاز نہیں ہے۔ ڈاکوؤں کا جہاز ہے۔ یہاں کوئی حکیم کہاں سے آئے گا"۔

شیواجی نے کہا:

"مگر تم لوگوں کو کوئی نہ کوئی دوائی ضرور ساتھ رکھنی چاہیے"۔

کپتان کہنے لگا:

"اسے تم چھوڑو۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم نے فوراً اس سمندری بیماری کا علاج نہ کیا تو جاپان تک پہنچتے پہنچتے جہاز کے سارے آدمی مر جائیں گے"۔

شیواجی نے ڈرتے ہوئے کہا:

"یہ تو بڑی خوفناک بات ہوگی۔ اب کیا کیا جائے؟"۔

کپتان نے کہا:

"یہاں سے جنوب کی جانب مارشی نام کا ایک گمنام سا جزیرہ ہے۔ اس جزیرے پر ایک بہت بڑے سمگلر کی حکومت ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ اس کا نام موشے ہے۔ اگر جہاز کو موشے سمگلر کے جزیرے کی طرف لے جائیں تو اس کے خاص حکیم سے ہم اپنے بیمار ملاحوں کا علاج بھی کرا سکتے ہیں اور جہاز کی صفائی بھی کروا لیں گے۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"۔

www.urdurasala.com

شیوا جی بولا:

"بھائی خیال کیا پوچھتے ہو۔ اس کے سوا تو کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ اگر ہم نے جہاز کی صفائی نہ کرائی تو ہم سب کے سب کی جان سخت خطرے میں ہے۔ جہاز کو جزیرے کی طرف موڑ دو"۔

بحری قزاق نے اسی وقت حکم دیا کہ جہاز کا رخ جنوب کے جزیرے مارشی کی طرف موڑ دیا جائے۔ نائب کپتان نے جہاز کی چرخی گھما کر رخ جنوب کی طرف کر دیا۔ شکنتلا اپنے کیبن کی گول کھڑکی میں سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس نے جہاز کو داہنی جانب گھومتے محسوس کیا۔ وہ خود جہاز پر پھیلی ہوئی بیماری سے بہت گھبرائی ہوئی تھی۔

ایک بوڑھا ڈاکو شکنتلا سے ڈرتے ڈرتے بڑی ہمدردی کرنے لگا تھا۔ اس کا کام جہاز میں دوسرے ڈاکوؤں کی خدمت کرنا تھا۔ چونکہ

وہ بوڑھا ہو گیا تھا۔ اس لیے اسے کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ ہر کوئی اس سے خدمت کراتا اور اسے جھڑکتا رہتا تھا۔ کپتان نے اس کی ڈیوٹی شکنتلا کو دونوں وقت کھانا دینے پر لگا رکھی تھی۔ دوپہر کو وہ کھانا لے کر آیا تو شکنتلا نے پوچھا:

www.urdurasala.com

"بابا' یہ جہاز کا رخ کیوں بدل دیا گیا ہے؟ کیا ہم لوگ واپس ہندوستان جا رہے ہیں"۔

بوڑھے ڈاکو نے کہا:

"بیٹی' جہاز پر جو بیماری پھیل گئی ہے۔ اس سے کپتان اور شیوا جی بہت پریشان ہو گئے ہیں؛ چنانچہ جہاز کو ایک قریبی جزیرے کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں جہاز کی ساری صفائی ہو گی۔ اسے دھویا جائے گا۔ اس میں دوائیاں چھڑکی جائیں گے اور بیمار ملاحوں کا علاج کیا جائے گا"۔

شکنتلا نے پوچھا:

"مگر بابا' کیا اس جزیرے پر قانونی حکومت نہیں ہے؟"۔

"نہیں بیٹی' جزیرے پر ایک قاتل اور بڑے بدنام سمگلر موشے کی حکومت ہے۔ یہ جزیرہ سمگلروں اور بحری ڈاکوؤں کی جنت ہے۔ ہمارے کپتان کا سمگلر موشے سے بہت دوستانہ ہے"۔

شکنتلا بولی:

"یہ جہاز جزیرے پر کتنی دیر ٹھہرے گا؟"۔

بوڑھے ڈاکو نے کہا:

"یہی کوئی ہفتہ بھر تو ضرور ٹھہرے گا۔ اس سے کم وقت میں جہاز کی صفائی وغیرہ نہیں ہو سکے گی"۔

شکنتلا نے آہ بھر کر کہا:

www.urdumasala.com

"کاش بابا' تم میری کوئی مدد کر سکتے!"۔

بوڑھے ڈاکو نے اداس لہجے میں کہا:

بیٹی' میں ایک ایسا پرندہ ہوں جس کے پر کاٹ دیے گئے ہیں۔ مجھ پر کوئی بھروسہ نہیں کرتا کوئی میری بات نہیں مانتا۔ میری کسی کے آگے پیش نہیں چلتی۔ پھر بھی میں جزیرے میں پہنچ کر کوشش کروں گا کہ تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔ مگر بیٹی' جزیرے پر اگر تم اتر بھی گئیں تو وہاں کیا کرو گی؟

یہ جزیرہ تو چاروں طرف سے وحشی لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔ وہاں کے سارے جنگلی لوگ بھی سمگلر موشے کی طرح قاتل اور ڈاکو ہیں۔ میں وہاں رہ چکا ہوں۔ وہ لوگ تو معمولی سی بات پر قتل کر کے سمندر میں لاش پھینک دیتے ہیں۔

شکنتلا نے کہا:

"بابا' جزیرے پر جانے کا سن کر میرے دل میں امید کی ایک ننھی سی کرن جگمگا اٹھی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ جزیرہ میری مدد کرے گا۔ وہاں کے لوگ میری مدد کریں گے"۔

بوڑھے نے کہا:

"مجھے بہت کم امید نظر آتی ہے۔ فرض کر لیا کہ تم جہاز پر سے جزیرے پر بھاگ بھی جاتی ہو تو کہاں جاؤ گی؟ سارا جزیرہ چاروں طرف سے سمندر سے گھرا ہوا ہے۔ وہاں کے وحشی لوگ سمگلر موشے کے وفادار ہیں۔ اس کے اپنے آدمی ہیں۔ تمہیں کوئی بھی پناہ نہیں دے گا۔ بلکہ تمہیں پکڑ کر خود شیوا جی کے حوالے کر دے گا"۔

شکنتلا نے کہا:

"بابا جی' میں ناامید نہیں ہوں۔ جزیرے پر پہنچ کر دیکھا جائے گا۔ میری رہائی کی کوئی نہ کوئی سبیل ضرور پیدا ہو جائے گی۔ میرا دل

www.urduaasla.com

کہہ رہا ہے''۔

''خدا کرے کہ ایسا ہو سکے''۔

بحری ڈاکوؤں کے جہاز کا جزیرے کی طرف رخ موڑے دوسرا دن تھا۔ اس عرصے میں دو اور ملاح مر گئے تھے۔ وباء واقعی سارے جہاز پر پھیل گئی تھی۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ یہ سمندری ڈاکو بڑے گندے تھے۔ ان کے کپڑے میل سے بھرے تھے۔ وہ ساری زندگی سمندر میں گزار دیتے تھے مگر نہاتے سال سال بھر کے بعد تھے۔ خود کپتان کو نہائے ہوئے چھ مہینے گزر گئے تھے۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت دور سے جزیرہ دکھائی دیا۔

دوپہر کے بعد جہاز جزیرے پر جا کر لگ گیا۔ سمگلر موشے نے اپنے شاندار مکان کی کھڑکی میں سے سمندری ڈاکوؤں کے جہاز کو جزیرے کی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھ کر خود سمندر کے

کنارے آ گیا۔ جہاز پر ڈاکوؤں کا کھوپڑی اور ہڈی والا جھنڈا لہرا دیا گیا تھا۔

جہاز پر سے اترتے ہی کپتان آگے بڑھ کر موشے سمگلر کے گلے ملا۔ موشے سمگلر کے چہرے پر خونخواری تھی۔ زخم کا ایک لمبا نشان اس کی آنکھ سے لے کر نیچے ٹھوڑی تک چلا گیا تھا۔ موشے سمگلر نے کپتان سے کہا:

''مجھے خوشی ہوئی ہے کہ کپتان تم ایک عرصے کے بعد اس جزیرے پر آئے ہو۔ یہ تو بتاؤ کہ تمہیں اس طرف آنے کا خیال کیسے آ گیا؟''۔

کپتان نے کہا:

''تمہارے مکان میں چل کر بتاؤں گا''۔

''ضرور ضرور ضرور۔۔۔''

www.urdurasala.com

موشے سمگلر کپتان کو لے کر اپنے شاندار محل میں آ گیا۔ شیواجی ٹھگ بھی اس کے ساتھ تھا۔ یہاں موشے نے اپنے مہمانوں کی پر تکلف دعوت کی۔ انہیں بھنے ہوئے سمندری کیکڑے اور عمدہ ترین مچھلیوں کا گوشت کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر قہوہ پیتے ہوئے کپتان نے اسے کہا:

"موشے، ہمارے جہاز پر سمندری بخار نے حملہ کر دیا تھا۔ میرے کئی ایک ملاح اس سمندری بخار میں مبتلا ہو کر مر چکے ہیں۔ مجھے مجبوراً اس جزیرے پر آنا پڑا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تمہارا حکیم میرے آدمیوں کا علاج کرے اور یہاں میرے جہاز کی اچھی طرح صفائی بھی ہو جائے اور اس میں جراثیم مارنے والی دوائیوں کا چھڑکاؤ بھی ہو جائے۔"

موشے نے مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر کہا:

"یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ابھی ہو جاتا ہے۔"

اس نے فوراً اپنے حکیم کو حکم دیا کہ جا کر جہاز پر بیمار ملاحوں کا علاج کرے اور جہاز کی صفائی کا بندوبست کیا جائے۔

www.urdurasala.com

شیواجی ٹھگ نے کپتان سے مشورہ کیا کہ شگفتا کو کہاں لے جا کر رکھا جائے؟ کپتان نے کہا:

"موشے کے محل میں ایک تہہ خانہ ہے۔ تم اس تہہ خانے میں شگفتا کو بند کر سکتے ہو۔ اس سے بہتر جگہ اس سارے جزیرے میں اور کہیں نہیں ہے"۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج ہی شگفتا کو وہاں لے جاتا ہوں۔ لیکن تہہ خانے سے کہیں وہ کسی طرف بھاگ تو نہیں جائے گی؟"۔

کپتان نے مسکرا کر کہا:

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ تم نے موشے سمگلر کے تہہ خانے کیا سمجھ رکھا ہے؟ وہ تو ایک قلعہ ہے قلعہ۔۔۔ اور پھر وہاں سے بھاگ کر یہ عورت کہاں جائے گی؟ اس سارے جزیرے پر موشے سمگلر کی حکومت ہے۔ جزیرے کے سارے وحشی موشے کے غلام ہیں اور اسی کا دیا کھاتے ہیں۔ یہ عورت وہاں سے بھاگ کر جہاں بھی جائے گی واپس موشے کے محل میں پہنچا دی جائے گی"۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ تم موشے سمگلر سے بات کر لو"۔

"تم شگفتا کو لے کر آؤ۔ میں اس سے بات کرتا ہوں"۔

کپتان موشے سمگلر کے محل کی طرف اور شیواجی ٹھگ سمندر میں کھڑے جہاز کی طرف چل پڑا۔ اس وقت شگفتا اپنے کیبن میں بند پڑی تھی۔ اتنے میں بوڑھا ڈاکو کھانا لے کر آ گیا۔ شگفتا نے خاموشی

www.pdfbooksfree.pk

سے کھانا کھایا۔ پھر بوڑھے ڈاکو سے کہا:

”بابا‘ کیا میں اسی جہاز میں بند رکھی جاؤں گی؟ کہیں بخار مجھ پر بھی حملہ نہ کر دے؟“۔

بوڑھے ڈاکو نے کہا:

”آج شام سے جہاز کی زبردست صفائی شروع ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے اس سے پہلے تمہیں کسی جگہ پر روانہ کر دیا جائے گا“۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور شیواجی ٹھگ دوسرے ٹھگوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس نے شکنتلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

”میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا“۔

”کہاں؟“ شکنتلا نے پوچھا۔

”تم یہ پوچھنے والی کون ہوتی ہو۔ تم میری لونڈی ہو۔ میں جہاں جی چاہے تمہیں لے جا سکتا ہوں۔ چلو اٹھو“۔

پھر اس نے اپنے ساتھی تین ٹھگوں سے کہا:

”تم اس عورت کو لے کر موشے منگلر کے مکان پر پہنچو اور اس کے حوالے کر دو۔ میں نے اس سے ساری بات کر دی ہے“۔

ٹھگوں نے سر جھکا کر کہا:

”ایسا ہی ہوگا سردار“۔

بوڑھا ڈاکو کھانے کے خالی برتن لے کر چلا گیا۔ تین ٹھگ شکنتلا کے ہاتھ باندھ کر کیبن میں سے نکال کر باہر لے آئے۔ پھر انہوں نے اسے کشتی میں سوار کیا اور جزیرے پر آ گئے۔ شکنتلا نے آٹھ دس روز کے بعد زمین پر قدم رکھا تھا۔ اس کے پیر ڈگمگا رہے تھے۔

جزیرہ بڑا سرسبز تھا۔

ہر طرف ناریل اور پام کے جھنڈ تھے۔ آسمان پر شام کی سنہری دھوپ پھیل رہی تھی۔ کنارے سے دور ملاحوں کی جھونپڑیاں بنی ہوئی

www.urdusalaa.com

تھیں۔

تینوں ٹھگ شکنتلا کو ایک گدھا گاڑی پر سوار کروا کر موشے سمگلر کے شاندار مکان پر لے آئے۔ یہ عالی شان محل دو منزلہ تھا۔ اس کے سامنے بڑا خوبصورت باغ تھا۔ پیچھے جنگل تھا۔ کھڑکیوں میں پھولوں کے گملے لٹک رہے تھے۔ ایک طرف موشے سمگلر کی دو گھوڑوں والی بگھی کھڑی تھی۔ جس میں بیٹھ کر وہ جزیرے کی سیر کیا کرتا تھا۔ پہلی منزل میں باغ میں ایک طرف چڑیا گھر بنا ہوا تھا جس میں پنجروں میں پرندے چہچہا رہے تھے۔ شکنتلا کو موشے سمگلر کے روبرو پیش کیا گیا۔ موشے سمگلر نے شکنتلا کو دیکھ کر کپتان سے کہا:

''کپتان، یہ لونڈی شیوا جی ٹھگ نے کہاں سے لی ہے؟''۔

کپتان نے کہا:

''یہ کہتا تھا کہ اس نے اسے ہندوستان کی ایک ریاست سے خریدا تھا''۔

موشے سمگلر نے کہا:

''اسے بلاؤ۔ مجھے اس سے ایک ضروری بات کرنی ہے''۔

اسی وقت شیوا جی ٹھگ کو بلایا گیا۔ شیوا جی ٹھگ نے آ کر موشے سمگلر کو جھک کر آداب کیا اور کہا:

''آپ نے مجھے یاد فرمایا موشے''۔

موشے سمگلر نے کہا:

''شیوا جی، یہ بتاؤ کہ تم اس لونڈی کو جاپان کیوں اور کس لیے لے جا رہے ہو؟''۔

شیوا جی بولا:

''جناب آپ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے کہ میں اسے جاپان کیوں لے جا رہا ہوں۔ میں اسے شاہ جاپان کے محل میں فروخت کرنا چاہتا

ہوں“۔

موشے نے کہا:

”اور اگر اسے ہم خرید لیں اور تمہیں منہ مانگا انعام دیں تو کیا تم راضی ہو جاؤ گے۔“

شیوا جی نے کہا:

”جناب، میں ایک کاروباری ٹھگ ہوں۔ میرا کام ہی لونڈیاں خریدنا اور انہیں خرید کر فروخت کرنا ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ ایک خوش شکل لونڈی ہے اور شاہ جاپان کے ہاں اس کی قیمت زیادہ پڑے گی۔“

لیکن اگر آپ اسے خریدنا چاہتے ہیں تو میں بھلا کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ مجھے اگر نقصان بھی ہوگا تو میں برداشت کر لوں گا۔ کیوں کہ میں آپ کے آگے انکار نہیں کر سکتا۔

موشے تمگلر نے زمین پر پیر مار کر کہا:

”ہم شاہ جاپان سے کم نہیں ہیں۔ ہم تمہیں نقصان نہیں ہونے دیں گے۔ تم جو مانگو گے ہم وہی تمہیں دیں گے۔ بولو تم اس عورت کے عوض کتنی اشرفیاں طلب کرتے ہو؟“۔

شیوا جی نے بڑی مکاری سے کہا:

”جناب عالی، شاہ جاپان کے ایک آدمی نے اس کی قیمت سترہ ہزار اشرفی ڈالی تھی۔ آگے آپ کی مرضی ہے جو مجھے دیں گے میں خوشی سے قبول کر لوں گا“۔

موشے تمگلر نے کہا:

گر شاہ جاپان نے اس لونڈی کی قیمت سترہ ہزار اشرفی ڈالی ہے تو ہم تمہیں بیس ہزار اشرفی دیں گے۔ ہم اس جزیرے کے بادشاہ ہیں۔

ہم شاہ جاپان سے بڑھ چڑھ کر آگے بڑھیں گے۔ آج سے یہ لونڈی ہمارے محل میں کنیز بن کر رہے گی۔

پھر موشے سنگلر نے تالی بجائی۔ ایک آدمی کمرے میں آ کر جھک گیا۔

''حکم سرکار؟''۔

موشے نے کہا:

''شیوا جی کو خزانے میں لے جاؤ اور اسے بیس ہزار اشرفیوں کی تھیلی گن کر حوالے کر دو۔۔ کیا شیوا جی اب تم خوش ہونا؟''۔

شیوا جی نے سلام کر کے کہا:

''جناب میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے شاہ جاپان سے کئی گنا زیادہ رقم دے کر نہال کر دیا ہے''۔

شیوا جی اس آدمی کے ساتھ اشرفیوں کی تھیلی لینے باہر نکل گیا۔

اب کمرے میں کپتان، شگفتا اور موشے رہ گئے۔ موشے نے شگفتا کی طرف دیکھ کر کہا:

مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نام شگفتا ہے۔ آج سے تم میری بہترین اور پسندیدہ کنیز ہو۔

تم اس محل میں نئے کپڑے پہن کر رہو گی۔ تمہیں محل سے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

پھر موشے نے ایک بوڑھی کنیز مشاطہ کو بلا کر کہا:

مشاطہ جاؤ اور شگفتا کو نہلا دھلا کر نیا جوڑا پہنا دو۔ آج سے یہ بھی دوسری کنیزوں کی طرح اس محل میں رہے گی۔

خبردار اسے محل سے باہر قدم نہیں رکھنے دینا۔ ورنہ تم جانتی ہو کہ موشے بڑے آرام سے عورتوں کی گردن مروڑ دیا کرتا ہے۔

مشاطہ بولی:

''جو حکم سرکار''۔

مشاطہ نے شگفتا کو ساتھ لیا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

قاتل محل سے فرار

مشاطہ شگفتا کو لے کر دوسری منزل کے کمرے میں آ گئی۔

یہاں شگفتا کو نہلا دھلا کر نیا جوڑا پہنایا گیا۔ شگفتا خاموشی سے ہر حکم کو مانتی گئی۔ وہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ دل میں اس نے سوچ رکھا تھا کہ خواہ اس کی جان جاتی رہے گی مگر وہ اس جزیرے سے ضرور بھاگ جائے گی۔

بوڑھا ڈاکو جو اس کا ہمدرد تھا اس سے جدا کر دیا گیا تھا۔ اب اس

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

کے لیے ضروری تھا کہ اس محل میں سے کسی کو ساتھ ملایا جائے۔ مگر وہاں تو سارے کے سارے ہی شکنتلا کے لیے اجنبی اور دشمن تھے۔

ادھر بحری ڈاکوؤں کے جہاز کی سات روز تک صفائی ہوتی رہی۔ بیمار ملاح حکیم کی دواؤں سے تندرست ہو گئے۔ کپتان نے جانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

آٹھویں روز شکنتلا اپنے کمرے میں بیٹھی تھی کہ وہی بوڑھا ڈاکو اس کے پاس ایک ٹوکری میں پھل لے کر آ گیا۔ آتے ہی اس نے کہا:

''بیٹی' میں جہاز کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔ یہ پھل تمہارے لیے لایا تھا۔ ہو سکتا ہے پھر کبھی ملاقات نہ ہو''۔

شکنتلا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کے پاس ایک اور کنیز

بیٹھی تھی۔ اس نے شکنتلا کو روتے دیکھا تو نفرت سے منہ بنا کر وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ بوڑھا ڈاکو اس کے وہاں سے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کنیز کے جاتے ہی شکنتلا سے کہا:

''بیٹی' مجھے اس بات کا بڑا صدمہ ہے کہ میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ مگر میں مجبور ہوں۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں کبھی تم سے الگ نہ ہوتا۔ مگر کپتان کے حکم کے خلاف آواز بلند نہیں کر سکتا۔ پھر بھی میں نے تمہارے لیے ایک ترکیب سوچی ہے''۔

شکنتلا نے پوچھا:

''بابا' وہ ترکیب کیا ہے؟''۔

بوڑھے نے آہستہ سے کہا:

''بیٹی اس جزیرے کے جنوب میں ایک ماہی گیر رہتا ہے۔ وہ

اب صرف گھر میں بیٹھ کر مچھلیاں پکڑنے والے جال مرمت کرتا ہے۔اس سے میری دوستی ہے۔ وہ ایک دردمند آدمی ہے۔ یہ میری انگوٹھی تم اپنے پاس رکھ لو۔ اگر کسی طرح تم یہاں سے فرار ہو جاؤ تو اس ماہی گیر کو جا کر میری یہ انگوٹھی دے دینا۔ وہ تمہاری ہر طرح سے مدد کرے گا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ تمہیں اس جزیرے سے باہر نکال سکے گا۔لیکن کم از کم وہ تمہیں اپنے ہاں چھپا ضرور لے گا اور کوشش کرے گا کہ تم یہاں سے فرار ہو سکو''۔

بوڑھے نے انگوٹھی اتار کر شکنتلا کو دے دی۔ شکنتلا نے پوچھا:

''اس ماہی گیر کا نام اور حلیہ کیا ہے بابا؟''۔

بوڑھا بولا:

اس ماہی گیر کا نام سارنگ ہے۔ حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک ٹانگ سے لنگڑا چلتا ہے۔ اس کی جھونپڑی جنوبی ساحل پر ایک نیلے رنگ کی چٹان کے سائے میں ہے۔اگر تم کسی طرح یہاں سے فرار ہو جاؤ تو تم یہاں سے نکل کر اس مکان کے پچھواڑے والے جنگل میں سیدھی بھاگ جانا۔

آدھے راستے میں تمہیں ایک چشمہ ملے گا جس کے اوپر سرخ پھولوں والا ایک درخت ہے۔ اس چشمے سے تھوڑی دور سفر کرنے کے بعد ساحل آجاتا ہے۔ قریب ہی نیلی چٹان ہے۔ جس کے سائے میں سارنگ ماہی گیر کی جھونپڑی ہے۔

اتنے میں مشاطہ کنیز اندر آگئی۔ اس نے بوڑھے کی طرف دیکھ کر کہا:

''تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟''۔

بوڑھے نے کہا:

''میں موشے سے اجازت لے کر یہاں آیا ہوں۔ شکنتلا مجھے

www.urduasala.com

اپنی بیٹی کی طرح عزیز ہے۔اس سے آخری بار جدا ہو رہا تھا۔اس لیے ملنے آ گیا"۔

مشاطہ نے جھاڑ پلاتے ہوئے کہا:

"اچھا چلو اب بھاگ جاؤ یہاں سے"۔

بوڑھے ڈاکو نے اپنا کام پورا کر لیا تھا۔اب اسے وہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی؛ چنانچہ وہ اٹھا۔اس نے شکنتلا کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے پیار کیا۔شکنتلا رونے لگی۔ایک مدت کے بعد اسے کسی انسان سے باپ کا پیار ملا تھا۔مشاطہ اسے جھڑکنے لگی۔

"خبردار جو یہاں کبھی آنکھوں میں آنسو لائی۔ورنہ مار مار کر میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گی۔یہاں کبھی کسی کنیز نے آنسو نہیں

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

بہائے۔اب خاموش ہو جا۔ پونچھ لے آنسو"۔

شگفتا آنسو پونچھ کر صبر کر کے بیٹھ گئی۔

دوسرے روز سمندری ڈاکوؤں کا جہاز جزیرہ مارشی سے کوچ کر گیا۔ بوڑھا نیک دل ڈاکو بھی ان کے ساتھ ہی چلا گیا۔ شگفتا کا دل اس کے لیے کئی روز تک اداس رہا۔ شگفتا کو محل میں کسی قسم کی تکلیف نہیں تھی۔

سوائے اس کہ کہ اسے محل کے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ وہاں محل کے اندر قیدی بن کر رہ گئی تھی۔ اسے عنبر اور اپنا خاون، اپنا گھر اور اپنا بچہ یاد آتے تھے۔ وہ دن کو تو مشاطہ کے ڈر کے مارے چپ چاپ سی ادھر ادھر کے کام کرتی رہتی۔ لیکن رات کو وہ بستر پر لیٹ کر دیر تک چپکے چپکے آنسو بہایا کرتی۔

وقت گزرتا چلا گیا۔ شگفتا اب وہاں سے فرار ہونا چاہتی تھی۔ وہ

دن رات موقع کی تلاش میں رہنے لگی۔ ایک رات اسے موقع مل گیا۔

وہ اپنے بستر پر سے اٹھ کر دوسری منزل کی گیلری پر آ گئی۔ اندھیری رات تھی۔ ستاروں کی روشنی میں باہر جنگل کے درخت ہوا میں جھوم رہی تھے۔ اتفاق سے باہر پہرہ دینے والی کنیز سو گئی تھی۔ شگفتا نے موقع غنیمت جانا اور دیوار کے ساتھ اوپر تک آتی ہوئی بیل کے سہارے گیلری پر سے نیچے اتر گئی۔ زمین پر اترتے ہی اس نے محل کے پچھواڑے والے جنگل میں بھاگنا شروع کر دیا۔

وہ بھاگتی چلی گئی۔ جنگل اس کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ وہ اس قسم کے کتنے ہی جنگلوں میں گزر چکی تھی۔

بھاگتے بھاگتے جب وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھنے ہی والی تھی کہ اسے وہ چشمہ نظر آ گیا جس کے بارے میں بوڑھے ڈاکون ے اسے بتایا تھا۔ چشمے کے اوپر سرخ پھولوں والا درخت تھا۔ ایک پل سستانے

کے بعد وہ وہاں سے پھر بھاگ کھڑی ہوئی۔

کافی دور بھاگنے کے بعد وہ تھک گئی۔ اس کا سانس پھول گیا۔ وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ جب اس کا سانس درست ہوا تو وہ تیز تیز قدموں سے حاصل سمندر کی طرف چلنے لگی۔ اسے سمندر کی طرف سے چلنے والی ہوا محسوس ہو رہی تھی۔ پھر وہ جنگل سے باہر نکل آئی۔ سامنے سمندر پھیلا ہوا تھا۔

قریب ہی ایک نیلے رنگ کی چٹان تھی جو ستاروں کی روشنی میں سیاہ معلوم ہو رہی تھی۔ شگفتا سمجھ گئی کہ یہی وہ چٹان ہے جس کے بارے میں بوڑھے ڈاکو نے بتایا تھا۔

نیلی چٹان کے سائے میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔ جھونپڑی کے باہر بانس کی کھونٹیوں پر جال لٹک رہے تھے۔ یہی اس بوڑھے سارنگ بابا کی جھونپڑی تھی جو بوڑھے ڈاکو کا دوست تھا۔ شگفتا جھونپڑی کے باہر آ کر رک گئی۔ جھونپڑی کا دروازہ بند تھا۔

شگفتا نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارا۔ اندر سے کسی نے پوچھا:

''کون ہے باہر؟''۔

شگفتا نے کہا:

''سارنگ بابا سے ملنا ہے''۔

اندر سے آواز آئی:

''میں ہی سارنگ بابا ہوں۔ مگر تم کون ہو؟ آدھی رات کو میری جھونپڑی میں کیوں آئی ہو؟''۔

شگفتا نے کہا:

''بابا! آپ دروازہ کھولیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گی''۔

''اچھا بیٹی کھولتا ہوں دروازہ''۔

جھونپڑی کا دروازہ کھل گیا۔ اندر ایک چراغ جل رہا تھا جس کی

www.urdurasala.com

روشنی میں شگفتہ نے دیکھا کہ ایک سفید ڈاڑھی والا بوڑھا اس کے سامنے کھڑا ہے۔ یہ سارنگ بابا تھا۔ سارنگ نے بھی دیکھا کہ ایک خوش لباس، سیاہ بالوں والی عورت اس کی جھونپڑی کے دروازے میں کھڑی تھی۔

سارنگ بابا نے پوچھا۔

''بیٹی، تم کون ہو؟ کہاں سے آئی ہو؟

شگفتہ جھونپڑی کے اندر آ گئی۔

''بابا، دروازہ بند کرلو۔ پھر میں آپ کو سب کچھ بتاتی ہوں''۔

سارنگ نے دروازہ بند کر دیا۔ اندر کونے میں مچھلیاں پکڑنے کے جال پڑے تھے۔ زمین پر سوکھی گھاس بچھی تھی جس پر سارنگ سو رہا تھا۔ شگفتہ گھاس پر سارنگ بابا کے پاس بیٹھی تھی۔

سارنگ نے کہا:

''اب بتاؤ بیٹی، تم کہاں سے آ رہی ہو۔ تمہارا سانس بھی پھولا ہوا ہے اور تمہارے بالوں میں جنگل کے پتے اٹکے ہوئے ہیں۔ کیا تم جنگل میں سے بھاگ کر آئی ہو''۔

www.urdurasala.com

شکنتلا نے کہا:

"ہاں بابا"۔

اور پھر اس نے رومال میں سے بوڑھے ڈاکو کی دی ہوئی انگوٹھی نکال کر سارنگ کے ہاتھ پر رکھ دی۔ سارنگ نے انگوٹھی کو غور سے دیے کے پاس لے جا کر دیکھا اور مسکرا کر کہا:

"یہ تو میرے بڑے گہرے دوست کی انگوٹھی ہے۔ کیا وہ چلا گیا؟"۔

شکنتلا نے کہا:

"ہاں بابا' وہ چلا گیا۔ ان کا جہاز یہاں سے کوچ کر گیا ہے"۔

سارنگ بولا:

"کیا تم شکنتلا ہو؟"۔

شکنتلا بولی:

"ہاں' مگر آپ کو میرے نام کا علم کیوں کر ہوا؟"۔

سارنگ نے کہا:

"میرا دوست مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا گیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ تم ایک شریف اور نیک خاندان کی لڑکی ہو۔ مگر قسمت کے چکر میں پھنس کر موشے کے محل میں لونڈی بنا دی گئی ہو۔ مجھے معلوم تھا کہ تم ایک نہ ایک دن اس ظالم کے محل سے بھاگ کر میرے پاس ضرور وَ گی؛ بہر حال میں خوش ہوں کہ تم یہاں پہنچ گئی

www.urdurasala.com

ہو"۔

شگفتانے کہا:

"لیکن سارنگ بابا' میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ پر کوئی مصیبت آئے۔ کیوں کہ میرے فرار ہونے کے بعد موشے سمگلر پاگل ہو جائے گا۔ صبح کو جب اسے پتہ چلے گا کہ میں غائب ہو گئی ہوں تو اس کے آدمی اس جزیرے کا چپہ چپہ چھان مریں گے۔ وہ ضرور اس جھونپڑی میں بھی آئیں گے۔ اگر انہوں نے مجھے پکڑ لیا تو میرے ساتھ ساتھ آپ پر بھی قیامت ٹوٹ پڑے گے"۔

سارنگ بابا نے کہا:

"بیٹی' جب میں نے اپنے دوست سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں تمہاری ہر ممکن مدد کروں گا تو پھر مصیبتوں سے کیا ڈرنا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔

شگفتانے کہا:

"بابا' میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ کی جان خطرے میں پڑے۔ میں بھی پکڑی جاؤں اور آپ کو بھی موشے سمگلر کے آدمی جان سے مار ڈالیں۔ ہمیں کوئی ایسی ترکیب سوچنی چاہیے کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹنے پائے"۔

سارنگ بابا نے کہا:

"بیٹی' پھر اس کی ترکیب ایک ہی ہے"۔

شگفتانے پوچھا:

"وہ کیا بابا؟"۔

سارنگ نے کہا:

"میری جھونپڑی کے پیچھے جو نیلی چٹان ہے اس کے اندر ایک چھوٹا سا غار ہے جس کے بارے میں کبھی کسی کو علم نہیں ہوا۔ کم از کم

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

زردلاش

میں نے کبھی کسی کو اندر جاتے نہیں دیکھا۔ اس غار کے منہ پر جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں۔ اگر تم پسند کرو تو دن کے وقت اس میں جا کر چھپ سکتی ہو۔ وہاں تمہیں کھانا پہنچا دیا کروں گا۔ ویسے میں پتھر لا کر غار کے منہ کے آگے بھی چن دوں گا تاکہ کسی کو شک ہی نہ پڑے کہ اس کے اندر کوئی انسان رہتا ہے"۔

شکنتلا نے کہا:

"میں غار کے اندر رہنے پر تیار ہوں۔ مگر بابا! آخر میں کب تک اس غار کے اندر پڑی رہوں گی۔ کیا یہاں سے فرار ہونے کی کوئی ترکیب نہیں کی جا سکتی؟"۔

"تمہارا مطلب ہے اس جزیرے سے فرار ہونے کی ترکیب؟"۔

"ہاں بابا"۔

سارنگ بابا گہری سوچ میں پڑ گیا۔ پھر سر اٹھا کر بولا:

"بیٹی، یہ کام بڑا مشکل ہے۔ میں تمہیں کسی نہ کسی طرح ایک کشتی پر سوار کروا کر یہاں سے بھگا سکتا ہوں۔ مگر تم اتنے بڑے سمندر میں کہاں جاؤ گی؟ سمندر بڑا خونخوار ہے۔ تم اکیلی نازک عورت ہو۔ سمندر میں شارک مچھلیاں بھی ہیں۔ طوفان بھی آتے ہیں۔ تم کیا کرو گی؟ اور پھر یہاں آس پاس کوئی جزیرہ بھی نہیں ہے۔ ہزاروں میل تک سمندر ہی سمندر ہے۔ تم ایک چھوٹی سی کشتی پر زیادہ دن تک بھوکی پیاسی زندہ نہ رہ سکو گی"۔

شکنتلا نے مایوسی سے کہا:

"تو بابا! کیا میں زندگی بھر اپنے خاوند اور معصوم بچے سے نہ مل سکوں گی؟"۔

سارنگ بابا کا دل دہل گیا۔ کہنے لگا:

www.urdurasala.com

''بیٹی گھبراؤ نہیں' خدا تمہارے لیے کچھ نہ کچھ کرے گا۔ اس جزیرے پر کبھی کبھی کوئی مسافر جہاز بھی خوراک پانی لینے نکل آتا ہے۔ ایسا جہاز جب بھی آیا۔ میں تمہیں اس میں سوار کرادوں گا''۔

شگفتا نے سر جھکا دیا۔ اسے اپنا مستقبل پہلی بار تاریک نظر آنے لگا تھا۔ سارنگ بابا نے اسے سو جانے کے لیے اور خود بھی جھونپڑی کے ایک طرف ہو کر سو گیا۔ شگفتا سوکھی گھاس پر لیٹ گئی۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اسے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ پتھر دل سمندر کی چار دیواری میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

سانپ کا انتقام

شگفتا کو ہم سارنگ بابا کی جھونپڑی میں چھوڑتے ہیں۔

اب ہم ذرا جاپان لتے ہیں جہاں کیوشو کی بندرگاہ کے شہر میں ناگ اور ماریا شاہی محل میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ دونوں اس محل میں عنبر کے انتظار میں تھے۔

انہیں وہاں رہتے ایک سال بیت گیا۔ عنبر واپس نہ آیا تو ایک روز ماریا نے ناگ سے کہا:

www.urdurasala.com

www.pdfbooksfree.pk

"ناگ بھائی' میرا خیال ہے کہ ہمیں اب یہاں سے واپس ہندوستان کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔ عنبر بھائی کا انتظار اب فضول ہے۔ وہ ضرور ہندوستان میں ہی ہمیں مل جائے گا"۔

ناگ نے کہا:

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ اب یہاں رہتے رہتے بہت وقت گزر گیا ہے۔ عنبر اب یہاں نہیں آئے گا۔ اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے"۔

ماریا تو کیوشو کے بادشاہ سے بات نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو کسی کو نظر ہی نہیں آتی تھی۔ وہ ایک برس سے شاہی محل میں غائب حالت میں رہ رہی تھی۔ ناگ سب کو دکھائی دیتا تھا؛ چنانچہ اس نے بادشاہ سے جا کر اپنے دل کا حال بیان کر دیا کہ اب وہ وہاں سے واپس ہندوستان جانا چاہتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا:

"میرے بچے، یہ تمہارا اپنا محل ہے۔ تم چاہو تو ساری عمر یہاں رہ سکتے ہو۔ لیکن عنبر بیٹا خدا جانے کہاں ہے؟ اس کا مجھے بھی انتظار ہے۔ اگر تم نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں روکنے والا کون ہوں۔ تم تیاری کر لو۔ میں تمہارے لیے شاہی جہاز کا بندوبست کر دوں گا۔ تم اس جہاز میں بیٹھ کر واپس ہندوستان جا سکتے ہو۔ یہ میرا خاص جہاز ہو گا جو تمہیں ہندوستان چھوڑ کر واپس آ جائے گا"۔

ناگ نے کہا:

"میں آپ کا بہت بہت شکر گزار ہوں بادشاہ سلامت کہ آپ میرے لیے اتنی تکلیف اٹھا رہے ہیں"۔

بادشاہ نے کہا:

"کوئی تکلیف نہیں بیٹا، یہ تو میرا فرض ہے۔ تم لوگوں نے میرے بیٹے کی جان بچا کر مجھ پر جو احسان کیا ہے میں اس کا بدلہ کبھی نہیں چکا سکتا"۔

ناگ نے ماریا کو جا کر یہ خوشخبری سنائی کہ بادشاہ نے ان کے سفر کے لیے ایک خاص بحری جہاز کا بندوبست کر دیا ہے۔

وقت مقررہ پر ناگ اور ماریا جہاز پر سوار ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹا مگر بڑا مضبوط شاہی جہاز تھا جس کے مستولوں اور پیندے پر سنہری رنگ پھرا تھا۔ اس جہاز کو شاہی غلام چلا رہے تھے۔

بادشاہ اور شہزادہ خود سمندر کے کنارے انہیں چھوڑنے آئے۔

ماریا چونکہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس لیے وہ تو پہلے ہی جہاز پر سوار ہو گئی۔ اس کے بعد ناگ بھی بادشاہ اور شہزادے سے مل کر جہاز پر سوار ہو گیا۔

جہاز کے بادبان کھل گئے اور وہ کھلے سمندر میں بڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف سفر کرنے لگا۔ دو تین دنوں کے سفر کے بعد وہ سمندر کے اسے علاقے میں پہنچ گئے جہاں پانی کے اندر بڑی بھیانک چٹانیں تھیں۔ مگر شاہی بجرے کے تجربہ کار ملاح اسے بڑی آسانی سے نکال کر لے گئے۔

اب ہمارے پڑھنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ادھر یہ شاہی بجرا ناگ اور ماریا کو لے کر آگے بڑھ رہا تھا ادھر سمندری ڈاکوؤں کا جہاز شیوا جی ٹھگ کو لے کر جاپان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان کے پیچھے عنبر ایک تجارتی جہاز میں سوار جاپان کی طرف سفر کر رہا تھا۔

بحری ڈاکوؤں کا جہاز ایک چمکیلی صبح کو سمندر میں چلا جا رہا تھا۔ شیوا جی ٹھگ اس کے تین اور دوسرے ڈاکو اور کپتان جہاز کے عرشے پر آرام سے بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کہ جہاز کے اونچے مستول پر

چڑھے ہوئے ایک بحری ڈاکو نے اوپر ہی سے آواز لگائی۔

''شکار'شکار'شکار''۔

اس لفظ کے ساتھ ہی سمندری ڈاکوؤں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

شکار کا مطلب یہ تھا کہ کوئی تجارتی جہاز بحری ڈاکوؤں کے جہاز کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔

کپتان نے اعلان کیا:

''جہاز آ رہا ہے۔اس پر حملے کے لیے تیار ہو جاؤ''۔

سمندری ڈاکوؤں نے سروں پر لال پیلے نیلے رومال باندھ لیے اور تلواریں' خنجر اور نیزے سنبھال لیے اور عرشے پر آ کر جمع ہو گئے۔

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

ان کا حملہ کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ تجارتی جہاز پر رسوں کی مدد سے چھلانگ لگا دیتے تھے اور مسافروں کا قتل عام شروع کر دیتے تھے۔ پھر وہ جہاز کو اپنے قبضے میں کر لیتے اور سارا مال لوٹ کر اپنے جہاز پر آ جاتے اور تجارتی جہاز کو آگ لگا کر کھلے سمندر میں جلنے کے لیے چھوڑ دیتے۔

کپتان نے شیوا جی سے کہا:

"میں بہت خوش ہوں کہ ایک جہاز مل گیا۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ جاپان تک کا سفر یونہی بے کار جائے گا۔ مگر قدرت نے ایک گرما گرم شکار ہماری طرف روانہ کر دیا"۔

شیوا جی ٹھگ بھی خوش تھا۔ کہنے لگا:

"یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں آپ جیسے تجربہ کار کپتان کے ساتھ ایک جہاز کو لٹتے اور مسافروں کو قتل ہوتے دیکھوں گا"۔

کپتان نے ہوا میں تلوار کا وار کرتے ہوئے کہا:

"میں تو دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دوں گا"۔

اتنے میں ایک ڈاکو نے مستول پر سے آواز لگائی:

"کپتان، یہ جہاز کوئی شاہی جہاز معلوم ہوتا ہے"۔

کپتان بولا:

"ہیں شاہی جہاز؟ یہ تو ہماری بے حد خوش قسمتی ہے۔ اس پر تو شاہی خزانہ لدا ہوگا"۔

شیوا جی بولا:

"لیکن کپتان، اس میں فوج بھی تو ہو سکتی ہے"۔

کپتان قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"ارے شاہی فوج تو مونٹ ٹھنیں ہوتی ہیں۔ وہ ہم بہادر ڈاکوؤں کا کیا مقابلہ کر سکتی ہیں بھلا۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ میرے

www.urdurasala.com

بہادر ڈاکوان کا کیا حشر کرتے ہیں"۔

تھوڑی دیر میں جاپان کا شاہی بجرا ابھر کر سمندر کی لہروں پر آ گیا۔ اس بجرے پر ناگ اور ماریا سوار سفر کر رہے تھے۔ ان کے علاوہ کوئی پچاس کے قریب غلام اور ایک کپتان تھا۔ شاہی بجرے کے کپتان نے بھی دور ایک جہاز کے سفید بادبانوں کو دیکھا اور ناگ سے کہا:

"کوئی تجارتی جہاز معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان سے چل کر کیوشو کی طرف سفر کر رہا ہے"۔

ناگ بھی غور سے جہاز کو دیکھنے لگا جو دم بہ دم ان کے قریب آ رہا تھا۔ پھر اچانک شاہی کپتان نے خوف زدہ ہو کر کہا:

"ہائیں! مارے گئے"۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا ہوا کپتان صاحب؟"۔

شاہی کپتان نے کہا:

"یہ تو سمندری قزاقوں کا جہاز ہے"۔

ناگ نے جہاز کی طرف دیکھا۔ ماریا بھی غائب حالت میں اس کے پاس کھڑی جہاز کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بحری ڈاکوؤں نے اس وقت تک جہاز پر اپنا خوفناک کھوپڑی اور ہڈیوں والا جھنڈا لہرا دیا تھا۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ ہم حملہ کرنے والے ہیں۔ اگر تم اپنا بچاؤ کر سکتے ہو تو کر لو۔ مگر شاہی جہاز کا کپتان بالکل گائے ثابت ہوا۔ سمندری ڈاکوؤں کے جھنڈے کو دیکھتے ہی اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ اس پر مردنی چھا گئی اور عرشے پر بیٹھتے ہوئے بولا:

"بھائی صاحب، اب ہمیں کوئی طاقت سمندری ڈاکوؤں کے ہاتھوں موت سے نہیں بچا سکتی۔ اب ہم مارے گئے سمجھو، بس دو چار

www.urdurasala.com

زردلاش

زندگی کے سانس جو باقی رہ گئے ہیں ان کا مزہ لے لو“۔

ناگ نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا:

”کپتان صاحب' آپ کو تو بہت بہادر ہونا چاہیے۔ ڈرنا تو ہمیں چاہیے۔ مگر الٹا آپ پر لرزہ طاری ہو گیا ہے“۔

شاہی کپتان بولا:

”میاں' تمہیں کبھی بحری ڈاکوؤں سے پالا نہیں پڑا۔ ان جیسے ظالم لوگ اس دنیا میں کہیں نہیں ہیں۔ یہ تو مسافروں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کاٹ کر پھینکتے چلے جاتے ہیں“۔

ماریا کی بے اختیار ہنسی نکل گئی۔ کپتان نے جو ایک عورت کی ہنسی کی آواز سنی تو ڈرتے ہوئے بولا:

”یہ عورت کہاں سے آ گئی؟ یہ ہنسی کس کی تھی؟ یہاں تو کوئی بھی عورت نہیں ہے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ ضرور کوئی چڑیل ہے جو ہماری موت بن کر جہاز پر آ گئی ہے“۔

ناگ نے کہا:

www.urdurasala.com

"کپتان اگر تم نے ڈرنا ہی ہے تو نیچے جا کر بیٹھ جاؤ اور باقی غلاموں کے حوصلے پست نہ کرو"۔

اب سمندری ڈاکوؤں کا جہاز بہت قریب آ گیا تھا۔ اتنا قریب کہ اس کے عرشے پر کھڑے بحری ڈاکوؤں کے خوفناک چہرے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ناگ نے غلاموں سے کہا کہ وہ بہادری سے مقابلہ کریں۔ ڈاکو بزدل ہوتا ہے۔

"وہ ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اس کے سامنے دیوار بن کر ڈٹ جاؤ۔ وہ بھاگ جائے گا۔ ہم اسے بھگا دیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ گھبرانا ہرگز نہیں۔ خدا کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔ آسمان سے غیبی مدد آئے گی"۔

مگر سب غلاموں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ ان کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ ان کے رنگ زرد تھے۔ اب بحری ڈاکوؤں کا جہاز سامنے آ گیا تھا۔

بحری ڈاکوؤں نے رسوں کو تھام کر بھیانک چیخیں ماریں اور اچھل کر تلواریں ہاتھوں میں لیے شاہی بجرے میں چھلانگیں لگا دیں۔ انہوں نے آتے ہی غلاموں کو کاٹ کاٹ کر مارنا شروع کر دیا۔ وہ تو بے چارے اپنے آپ تلواروں کے آگے گر رہے تھے۔

ناگ بھاگ کر بجرے کے اوپر چلا گیا۔

ماریا نے ایک تلوار ہاتھ میں لے لی اور غائب حالت میں ہی

www.urdurasala.com

ڈاکوؤں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے اس نے دس بارہ ڈاکوؤں کی گردنیں بالکل صاف اڑا دیں۔ عرشے پر کھڑے اور شیوا جی بڑے حیران ہو رہے تھے کہ یہ ڈاکوؤں کی گردنیں اپنے آپ کیسے اڑتی جا رہی ہیں؟ ادھر ناگ نے جہاز کے اوپر چڑھ کر آنکھیں بند کیں اور ہاتھ اوپر اٹھا کر جو زور سے جھٹکا تو کتنے ہی سانپ اس کے ہاتھوں سے نکل کر بحری ڈاکوؤں کی طرف لپکے۔ ان میں کہرام مچ گیا۔ مگر سانپوں نے دیکھتے دیکھتے ان سبھوں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔

سانپ اس قدر زہریلے تھے کہ ڈاکوؤں کو ڈستے ہی موت کی نیند سلا دیا۔ شیوا جی کے تینوں ٹھگ بھی مارے گئے۔ اب صرف شیوا جی اور ڈاکوؤں کا کپتان اور دو ڈاکو رہ گئے۔ جو اپنے جہاز پر کھڑے لڑائی دیکھ رہے تھے۔ ناگ نے رسی کو پکڑا اور لٹک کر کپتان کے جہاز پر آ گیا۔

ماریا بھی اس کے ساتھ ہی ڈاکوؤں کے جہاز پر آ گئی۔ شیوا جی اور کپتان نے تلواریں نکال کر ناگ پر حملہ کر ہی دیا۔ کیونکہ انہیں صرف ناگ ہی نظر آ رہا تھا۔ ماریا تو انہیں دکھائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ ویسے وہ ایک خالی رسی کو اچھل کر شاہی بجرے سے اپنے جہاز پر آتے دیکھ کر بے حد حیران ہوئے تھے۔ مگر وہ وقت حیرانی کا نہیں تھا۔ دشمن ان کے اپنے جہاز پر آ چکا تھا۔

ایک ایسا دشمن جس نے اپنی جادوگری کے زور پر ان کے سارے کے سارے ڈاکو موت کے گھاٹ اتار دیئے تھے۔ کپتان ناگ کی طرف بڑھا۔ وہ ناگ کو ایک زبردست جادوگر سمجھ رہا تھا۔ جس کی جادوگری نے اس کے سارے کے سارے ساتھیوں کو ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ اگرچہ ناگ کے شاہی بجرے کے بھی سارے آدمی مارے گئے تھے۔

جوں ہی کپتان تلوار لہرا کر ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ لپک کر لکڑی کی دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ شیوا جی ٹھگ بھی اس کی طرف حملہ کرنے کے لیے لپکا۔ ناگ نے سانس کی پھنکار ماری اور غائب ہو کر سانپ بن گیا۔

سانپ کے روپ میں آ کر ناگ ایک جگہ چھپ گیا۔ اب جہاز پر ماریا کے ساتھ ساتھ ناگ بھی غائب ہو چکا تھا۔ کپتان ڈاکو اور شیوا جی بڑے حیران ہوئے کہ ابھی ابھی تو ان کا دشمن وہاں موجود تھا۔ پھر وہ کہاں چلا گیا؟

انہوں نے تلواریں لے کر جہاز کا کونہ کونہ چھان مارا مگر ناگ انہیں کہیں بھی نہ ملا۔

کپتان نے شیوا جی ٹھگ سے کہا:

''میں زندگی میں پہلی بار ایسی جادوگری دیکھ رہا ہوں کہ ایک جیتا جاگتا انسان غائب ہو گیا ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا ہے''۔

شیوا ٹھگ بولا:

''میرا خیال ہے یہ کیوشو کے بادشاہ کا شاہی جادوگر تھا جو ہندوستان کی طرف سفر کر رہا تھا۔ ہم نے اس سے لڑائی مول لے کر سخت غلطی کی ہے۔ اب ہم اپنی غلطی کی سزا بھگت رہے ہیں''۔

کپتان غرا کر بولا:

''اس جادوگر نے میرے بہترین ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ میں اس سے انتقام لوں گا۔ میں اس کے شاہی بجرے کو آگ لگا دوں گا''۔

چنانچہ کپتان نے بہت سے کپڑوں کو رال میں بھگو کر آگ لگائی اور ناگ کے شاہی بجرے میں پھینک دیا۔ شاہی بجرے میں تھا موں

اور ڈاکوؤں کی لاشیں بھی پڑی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے بجرے میں آگ لگ گئی۔ شعلے آسمان کو چھونے لگے اور سارے کا سارا لکڑی کا جہاز جل کر سمندر میں غرق ہو گیا۔

کپتان نے قہقہہ لگا کر کہا:

''اب میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا مگر ابھی میرا اصل دشمن باقی ہے۔ ابھی اس سے بدلہ لینا باقی ہے اگر وہ میرے سامنے آ جائے تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا''۔

ٹھیک اس وقت ناگ کپتان کے قریب ہی لکڑی کے صندوقوں کے درمیان سانپ بن کر چھپا اس کی ساری باتیں سن رہا تھا اور ماریا کپتان کے بالکل پیچھے تلوار لیے کھڑی تھی۔ ناگ نے زور سے سیٹی بجائی۔ ماریا نے سانپ کو دیکھ لیا۔ سیٹی کی آواز سن کر کپتان اور شیوا جی نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

شیوا ٹھگ نے کہا:

''یہ تو سانپ کی آواز تھی''۔

کپتان بولا:

''ہاں یہ سانپ کی آواز تھی''۔

کپتان نے گھبرا کر اپنے پیچھے دیکھا۔ مگر اس کے پیچھے کچھ بھی نہیں تھا۔

www.urdurasala.com

ڈاکو آ گئے

لیکن اس کے پیچھے ماریا تلوار ہاتھ میں لیے کھڑی تھی۔

ماریا نے سانپ کا اشارہ پاتے ہی تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور کپتان کا کندھا سینے تک کٹ گیا۔ وہ لڑکھڑا کر جہاز کے عرشے پر گرا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر تکنے لگا۔ شیواجی ٹھگ ڈر کر دور بھاگ گیا۔ کپتان کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے آواز دے کر پکارا:

"شیواجی! میری مدد کرو۔ جادوگر نے حملہ کر دیا ہے"۔

زردلاش

اس پر ماریا نے کہا:

"بدبخت ڈاکو! تجھے تیرے ظلموں کا بدلہ مل رہا ہے۔ تو نے آج تک سینکڑوں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ آج تو خود موت کی آغوش میں جا رہا ہے۔ یاد رکھ۔ ظالم کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے وہ پہلے خود اس میں گرتا ہے"۔

کپتان چکر کھا گیا کہ یہ عورت کی آواز کہاں سے آ رہی ہے اس کے سامنے کوئی عورت نہیں کھڑی تھی۔ اس کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔ کندھے پر تلوار کا زخم گہرا لگا ہوا تھا۔ اور خون برابر بہے چلا جا رہا تھا۔ اس نے کمزور آواز میں کہا:

"تم کون ہو؟ تم کہاں سے بول رہی ہو؟ کیا تم کوئی جن ہو۔ بھوت ہو؟"۔

ماریا نے کہا:

''میں نہ تو کوئی جن ہوں، نہ بھوت ہوں۔ میں صرف تمہاری موت ہوں جوان بے گناہوں کا بدلہ لینے کے لیے آئی ہوں جن کو تم نے اور تمہارے ڈاکوؤں نے لوٹ کر ہلاک کر دیا۔ اب اپنی موت کے لیے تیار ہو جا''۔

کپتان نے کہا:

''کیا تم مجھے معاف نہیں کرو گی؟''

ماریا نے کہا:

''موت کسی کو معاف نہیں کیا کرتی۔ یہ اگر غریبوں کو آتی ہے تو ظالموں اور بادشاہوں کو بھی ایک دن اپنے پنجے میں دبوچ لیتی ہے۔''

اس کے ساتھ ہی ماریا نے تلوار کا ایک اور وار کیا اور کپتان کی گردن کٹ کر عرشے کے تختے پر گری اور لڑھکتی ہوئی سمندر میں گر

گئی۔

ظالم کپتان ڈاکو کی لاش وہیں تھوڑی دیر تڑپی اور پھر ٹھنڈی ہو گئی۔ شیوا ٹھگ دور کھڑا یہ بھیانک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پہلے تو یہ دیکھا کہ کپتان کے کندھے پر خدا جانے کہاں سے تلوار لگی اور وہ نیچے تک کٹ گیا۔ پھر اس نے کپتان کو کسی کے ساتھ باتیں کرتے سنا۔

اس نے جواب میں کسی عورت کی آواز بھی سنی جو اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

پھر شیوا جی نے دیکھا کہ کپتان کی گردن خود بخود اس کے جسم سے علیحدہ ہو کر لڑھکتی ہوئی سمندر میں جا پڑی۔ وہ تو دہشت سے زرد ہو گیا۔ تو کیا جہاز پر کسی آسیب نے قبضہ کر لیا تھا؟ شیوا جی ٹھگ اس گھڑی کو کوسنے لگا جب اس نے اس جہاز پر قدم رکھا تھا۔ کاش وہ اس

www.urdurasala.com

جہاز پر کبھی سفر نہ کرتا۔

کاش وہ اس سفر پر کبھی گھر سے نہ نکلتا۔ تو کیا اس نے شگفتا کے ساتھ جو ظلم کیا تھا قدرت نے اس سے بدلہ لیا ہے؟ کاش وہ شگفتا کو خرید کر کبھی فروخت نہ کرتا۔ آخر وہ کسی کی بہن تھی، کسی کی بیٹی تھی اور کسی بچے کی ماں تھی۔ شیوا ٹھگ اپنے کیے پر پچھتا رہا تھا اور ماریا ناگ سے کہہ رہی تھی:

"ناگ بھائی، وہ جو سامنے ایک ڈاکو بیٹھا ہے اس کا کیا کریں؟"۔

ناگ نے کہا۔

"ماریا بہن! یہ بھی ڈاکوؤں کا ساتھی ہے اسے بھی ہلاک کر دینا چاہیے"۔

ماریا نے کہا:

"لیکن پہلے اس سے یہ پتہ کرنا چاہیے کہ یہ جہاز کہاں سے آ رہا ہے، کہاں جا رہا تھا؟ ہو سکتا ہے اس شخص سے ہمیں بھائی عنبر کا کچھ سراغ مل سکے۔"

"ہاں! یہ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ چلو اس سے چل کر معلوم کرتے ہیں کہ وہ کون ہے اور جہاز کدھر سے آ رہا تھا؟ تم جا کر اس سے بات کرو۔ میں بعد میں آ جاؤں گا۔"

ماریا کے ہاتھ میں تلوار ابھی تک پکڑی ہوئی تھی۔ وہ جہاز کے عرشے پر قدم قدم چلتی شیوا ٹھگ کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ جہاز کے بادبان لپیٹ دیے گئے تھے اور وہ سمندر میں ایک ہی جگہ کھڑا جھوم رہا تھا۔ شیوا جی ٹھگ نے عرشے پر کسی کے قدموں کی آواز سنی تو چوکنا ہو گیا۔ اس نے تلوار لہرا کر پوچھا:

"کون ہے؟ خبردار آگے مت آنا۔ نہیں تو ہلاک کر دوں گا"۔

ماریا کو سخت غصہ آیا کہ یہ کس قدر ضدی اور کمینہ شخص ہے کہ اپنے ساتھی کو سامنے قتل ہوتے دیکھ چکا ہے اور پھر بھی اکڑپن دکھا رہا ہے۔

ماریا نے اس کی تلوار پر زور سے تلوار ماری۔ شیوا ٹھگ کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر دور جا گری۔

وہ تلوار اٹھانے کو آگے بڑھا تو ماریا نے اس کی پیٹھ پر ایک زور دار لات ماری۔ وہ اوندھے منہ عرشے پر گر پڑا۔ ماریا نے پاؤں کی ٹھوکر سے تلوار کو سمندر میں گرا دیا۔ شیوا ٹھگ اٹھ کر بیٹھ گیا اور سہمی ہوئی نظروں سے اردگرد دیکھنے لگا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ آسیب قریب ہی ہے۔

ماریا نے گرج کر کہا:

”تم کون ہو؟ کہاں سے آ رہے ہو؟“۔

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

شیوا جی ٹھگ نے کہا:

"میرا نام شیوا ٹھگ ہے۔ میں ملک ہندوستان سے آ رہا ہوں"۔

ماریا نے پوچھا:

"تم جاپان کیا کرنے جا رہے تھے؟"۔

شیوا ٹھگ بولا:

"میں لونڈیوں اور غلاموں کی خرید و فروخت کا دھندا کرتا ہوں۔ میں لونڈی خرید کر جاپان جا رہا تھا کہ اس جہاز پر مصیبت نازل ہو گئی"۔

ماریا نے کہا:

"ناگ بھائی، سامنے آ جاؤ"۔

ناگ سانپ کے روپ میں سامنے آ کر اپنا پھن پھیلا کر شیوا ٹھگ کے سامنے جھومنے لگا۔ اس نے ڈرتے ہوئے کہا:

"یہ۔۔ یہ سانپ کہاں سے آ گیا؟"۔

ماریا نے کہا:

"یہ سانپ تمہاری موت بن کر آیا ہے۔ تم نے سینکڑوں گھروں کو تباہ و برباد کیا ہے۔ تم نے سینکڑوں عورتوں کو اغوا کر کے دوسرے ملکوں میں فروخت کر دیا ہے۔ کئی بچوں کو ان کی ماؤں سے اور کئی ماؤں کو ان کے بچوں سے محروم کیا ہے۔ تمہاری سزا بڑی سخت ہو گی۔ تمہیں پہلے یہ سانپ ڈسے گا۔ پھر میں اپنی تلوار سے تمہاری بوٹی بوٹی الگ کر دوں گی"۔

شیوا جی کی مکار آنکھوں نے دیکھا کہ اس کے پاس ہی تختے پر ایک لکڑی کا ڈنڈا پڑا تھا۔ اس نے لپک کر وہ ڈنڈا اٹھایا اور سانپ پر حملہ کر دیا۔ اگر ناگ تیزی سے دوسری طرف نہ ہٹ جاتا تو ڈنڈا اس کی کمر میں پڑ چکا تھا، ناگ کے دو ٹکڑے ہو جاتے۔ ناگ زور سے

پھنکارا۔ غصے سے اس کے منہ میں جھاگ آ گیا۔ ماریا کا رنگ بھی غصے سے لال ہو گیا۔ ماریا نے تلوار کی نوک شیوا ٹھگ کی گردن پر رکھ دی اور کہا۔

"مکار انسان اب بتا تو ہم سے بچ کر کہاں جائے گا؟ کیا تو سمجھتا ہے کہ ظلم کرنے والے آدمی پر مظلوم کی آہ کبھی نہیں پڑتی؟ کیا ظالم شخص عیش و عشرت میں ہی زندگی بسر کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ اس سے اس کے ایک ایک ظلم کا حساب لیا جاتا ہے۔ پھر اسے پتہ چلتا ہے کہ کسی پر ظلم کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ مگر پھر پچھتانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کیوں کہ وقت گزر چکا ہوتا ہے"۔

ناگ بھی پھنکار مار کر انسان کے روپ میں شیوا ٹھگ کے سامنے آ گیا۔ اس نے تلوار ہاتھ میں لی۔ شیوا جی ٹھگ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا کہ ایک سانپ پھنکار مار کر انسان کے روپ میں بدل گیا ہے۔ اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسے تو غش آتے رہ گیا تھا۔ وہ اگرچہ بڑا ظالم آدمی تھا مگر وہم پرست بھی تھا۔ وہ لوگوں کو قتل کر سکتا تھا مگر سانپ کو انسان بنتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے پوچھا:

"یہ کیسے ہو گیا؟ سانپ دیوتا انسان کے روپ میں آ گیا۔ کیا تم سانپ دیوتا ہو۔ کیا تم ناگ دیوتا ہو؟"۔

ناگ نے کہا:

"میں ناگ دیوتا ہوں اور تمہاری موت کا پیام لے کر یہاں آیا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ تم نے ایک ایسے نوجوان کو کہیں دیکھا ہے جو کبھی نہیں مرتا جس کا رنگ صاف ہے اور آنکھوں میں بے پناہ کشش ہے۔ جس کے جسم پر کوئی زخم نہیں لگتا۔ جس کے جسم سے کبھی خون نہیں بہتا"۔

www.pdfbooksfree.pk

شیوا ٹھگ ناگ کا منہ دیکھ رہا تھا کہ وہ کس آدمی کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔اس نے کہا:

"نہیں، میں نے ہندوستان کے ملک میں ایسے کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔مگر وہ کون ہے؟تمہارا کیا لگتا ہے؟"۔

ناگ نے کہا:

"وہ میرا بھائی ہے۔لیکن تم کون ہو مجھ سے پوچھنے والے۔تم اب مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔تم کس طرح مرنا پسند کرو گے؟ کیا میں تلوار سے تمہاری گردن اڑاؤں یا سانپ بن کر تمہارے جسم میں زہر داخل کر دوں"۔

شیوا جی نے کہا:

"اگر تم مجھے معاف کر دو تو میں ساری زندگی تمہاری خدمت کرتے کرتے گزار دوں گا"۔

ناگ نے کہا:

"دشمن پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔دشمن قابو میں آ جائے تو پھر اسے کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔اسے اسی وقت ختم کر دینا چاہیے۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"۔

ماریا نے کہا:

"ناگ بھائی' اس نے عورتوں پر ظلم کیے ہیں۔یہ میرا شکار ہے۔اس سے عورتوں اور مظلوم بچوں کا میں بدلہ لوں گی"۔

ناگ نے کہا:

بہت اچھا ماریا، اس سے تم ہی بدلہ لو"۔

شیوا جی نے یہ باتیں سنیں تو عرشے پر سے اٹھ کر دوڑا اور اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ناگ اور ماریا اسے دیکھتے رہ گئے۔

ماریا بولی:

www.pdfbooksfree.pk

"کم بخت سمندر میں بھلا کہاں بچے گا؟ اسے سمندر کی موت زیادہ پسند تھی"۔

ناگ نے کہا:

www.urdurasala.com

سے سینکڑوں بے گناہ عورتوں اور بچوں کا بدلہ لے لیا تھا۔

ناگ نے ڈاکو کپتان کی لاش بھی اٹھا کر سمندر میں پھینک دی۔

اب وہ بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر اکیلے رہ گئے تھے۔ وہ اس جہاز کے مالک تھے۔ جس کے مالک نے قریباً سینکڑوں جہازوں کو لوٹ کر ان کے مسافروں کو قتل کر دیا تھا اور جہازوں کو آگ لگا دی تھی۔

ماریا نے کہا:

"ناگ بھائی، سب سے پہلے تو ہمیں اس جہاز کے بادبان کھولنے چاہئیں۔ تاکہ یہ کسی طرف کو روانہ تو ہو۔ پھر اس کا رخ موڑ کر ہندوستان کی طرف کرنا ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"ہاں ماریا بہن! تم ٹھیک کہتی ہو"۔

ناگ جہاز کے مستول پر چڑھ گیا اور اس نے اس کے سارے بادبانوں کی رسیاں کھینچ دیں۔ اور انہیں کھول دیا۔ بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور جہاز ایک طرف کو چلنا شروع ہو گیا۔ ناگ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ نیچے کیبن میں جا کر چمڑے کا وہ نقشہ دیکھا جو میز پر پھیلا ہوا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جہاز جا کس طرف رہا ہے۔ اس نے قطب نما پر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ جہاز کا رخ جنوب مشرق کی طرف ہے۔ یہ رخ دوبارہ جاپان کی طرف تھا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"اگر جہاز اسی رخ پر چلتا رہا تو ہم ایک بار پھر جاپان پہنچ جائیں گے"۔

ماریا نے کہا:

"پھر کیا کیا جائے؟"۔

"جہاز کا رخ شمال کی طرف موڑنا ہو گا"۔

وہ قطب نما لے کر اوپر جہاز کے عرشے پر آ گیا۔ اس نے چرخی کو

www.urdurasala.com

گھمانا شروع کر دیا۔ چرخی کے گھومتے ہی جہاز کا رخ بھی شمال مغرب کی طرف ہونا شروع ہو گیا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد جہاز اب ٹھیک سمت پہ چل رہا تھا۔

اب ناگ اور ماریا نے نیچے جا کر جہاز کے تہہ خانے کا معائنہ کیا۔ یہاں کئی ایک صندوق تھے جو زردو جواہرات سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ ساری دولت ڈاکوؤں نے مختلف تجارتی جہازوں سے لوٹ لوٹ کر جمع کی تھی۔ ایک طرف ریشمی کپڑوں کے ڈھیر لگے تھے۔ جہا کے باورچی خانے میں خوراک کا اتنا بڑا ذخیرہ پڑا تھا کہ وہ ان کے لیے ایک سال کے لیے کافی تھا۔ ناگ اور ماریا جہاز کے اوپر عرشے پر آ گئے۔ ماریا نے کہا:

"اگر ہم اسی طرح سفر کرتے رہے تو کیا خیال ہے ناگ بھائی ہم کب تک ملک ہندوستان کے ساحل پر پہنچ جائیں گے؟"۔

ناگ نے کہا:

"میرا اندازہ ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر ہمیں ہندوستان کے ساحل پر پہنچ جانا چاہیے۔ ویسے طوفانوں اور بارشیوں کا موسم شروع ہونے ہی والا ہے۔ اگر کسی طوفان نے راستے میں آن لیا تو بڑی مشکل آن پڑے گی"۔

"خدا نہ کرے کہ طوفان آ جائے"۔

اب ہم آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ صورت حال کیا تھی۔

صورت حال یہ تھی کہ ناگ اور ماریا بحری ڈاکوؤں کے خالی جہاز پر اکیلے ہندوستان کی طرف سمندر میں سفر کر رہے تھے۔ ادھر عنبر ایک تجارتی جہاز میں ملک ہندوستان سے جاپان کی طرف سفر کر رہا تھا۔

دوسری طرف شکنتلا مارشی جزیرے پر سارنگ بابا کی جھونپڑی کے پاس نیلی چٹان کی غار میں پناہ لیے ہوئے تھی۔ وہ سمگلروں کے بادشاہ

www.urdusala.com

کے محل سے بھاگ کر وہاں آ گئی تھی۔ سارنگ بابا نے اسے پناہ دے رکھی تھی اور سمگلروں کے بادشاہ کے آدمی کتوں کی طرح اسے سارے جزیرے میں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

اب ہم عنبر کے جہاز پر آتے ہیں۔

عنبر جس تجارتی جہاز میں سفر کر رہا تھا وہ آدھا راستہ طے کر چکا تھا۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ آسمان صاف تھا۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ بڑی اچھی ہوا چل رہی تھی۔ جہاز بڑی عمدہ رفتار کے ساتھ سمندر میں منزل کی طرف جا رہا تھا۔ اتنے اچھے موسم میں عنبر جہاز کے عرشے پر کپتان کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ کپتان سمندر میں دور دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عنبر نے پوچھا:

''کیا بات ہے کپتان صاحب؟''۔

کپتان نے کہا:

''ادھر دیکھو کوئی تجارتی جہاز جاپان سے چلا آ رہا ہے''۔

عنبر نے بھی اٹھ کر دیکھا۔ سمندر میں دو سفید پھولے ہوئے بادبانوں والا جہاز ان کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ عنبر نے کہا:

''کپتان، اس میں حیرانی کی کون سی بات ہے۔ آپ اتنے پریشان کیوں ہو گئے ہیں؟''۔

کپتان ابھی تک جہاز کے بادبانوں کو دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا:

''عنبر جو شے میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے۔ مجھے اس جہاز پر بحری ڈاکوؤں کے جہاز کا شبہ ہو رہا ہے''۔

''کیا کہا؟ بحری ڈاکوؤں کا جہاز؟''۔

''جی ہاں اس کے بادبان خاص سمندری ڈاکوؤں کے جہازوں کے بادبان ہیں۔ مجھے مستول پر بحری ڈاکوؤں کا خاص ہڈیوں اور

www.urdurasala.com

کھوپڑیوں کا جھنڈا ابھی لہراتا دکھائی دے رہا ہے"۔

عنبر بھی غور سے دور جہاز کو تکنے لگا۔

www.urdurasala.com

جزیرے کی تلاش

اجنبی جہاز قریب آ گیا تھا۔

تجارتی جہاز کے کپتان نے جوں ہی بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر ہڈیوں اور کھوپڑی کا خوف ناک جھنڈا لہراتا دیکھا۔ اس نے اونچی آواز میں اعلان کر دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ سمندری ڈاکوؤں کا جہاز آ گیا ہے۔

تجارتی جہاز پر ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔ مسافر گھبرا کر ادھر ادھر

www.urdurasala.com

بھاگ بھاگ کر چھپنے لگے۔ ان سبھوں کو معلوم تھا کہ اب ان کی خیر نہیں ہے۔ کیونکہ سمندری ڈاکو کسی کو معاف نہیں کرتے۔ وہ سامان لوٹ لیتے ہیں۔

عورتیں اٹھا کر لے جاتے ہیں اور مردوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

کپتان نے اپنے ملاحوں کو حکم دے دیا کہ جہاز کو روک دیا جائے۔ اور بحری ڈاکوؤں سے صلاح کی کوشش کی جائے۔ عنبر بھی کپتان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ کپتان اور دوسرے ملاحوں کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ انہیں اپنی موت سامنے دکھائی دے رہی تھی۔

مگر ایک عجیب بات ہو رہی تھی۔ بحری ڈاکوؤں کا جہاز اب بہت قریب آ گی اتھا۔ لیکن اس کے اوپر ایک بھی بحری ڈاکو نظر نہیں آ رہا تھا؛ ورنہ عام طور پر سارے ڈاکو تجارتی جہاز کو دیکھ کر حملے کے وقت تلواریں اور خنجر لیے جہاز کے اوپر آ جایا کرتے ہیں۔ یہ کوئی بڑا ہی

عجیب ڈاکوؤں کا جہاز تھا کہ اوپر صرف ایک آدمی کونے میں کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ کپتان نے کہا:

''عنبر یہ کوئی بڑا ہی خطرناک جہاز ہے۔ سارے ڈاکو کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ وہ اچانک ہم پر حملہ کریں گے۔ اس جہاز سے بچ کر نکلنا مشکل نظر آ رہا ہے''۔

عنبر نے کہا:

''گھبراؤ نہیں کپتان' میں خود جا کر ان سے صلح کی بات چیت کروں گا۔ اگر وہ سیدھی راہ پر نہ آئے تو انہیں ایسا مزہ چکھایا جائے گا کہ وہ ساری عمر یاد رکھیں گے''۔

کپتان نے عنبر سے کہا:

''اے نوجوان، کیسی بیوقوفوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ بھلا تم ایک دبلے پتلے سے نوجوان خونخوار بحری ڈاکوؤں کا مقابلہ کیسے کر سکو

گے''۔

عنبر نے کہا:

''یہ وقت آنے پر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا''۔

بحری ڈاکوؤں کا جہاز قریب آ گیا۔

دونوں جہازوں نے لنگر ڈال دیے۔ اصل میں یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز وہی تھا جس میں ناگ اور ماریا اکیلے سفر کرتے چلے آ رہے تھے۔ ناگ جہاز کے عرشے پر ایک طرف ہٹ کر کھڑا تھا۔ ماریا اس کے پاس ہی تھی۔ ناگ نے کہا:

''کم بخت یہ تجارتی جہاز کیسا ہے کہ بالکل سامنے آ کر کھڑا ہو گیا ہے۔ ہم سے بڑی غلطی ہو گئی۔ ہمیں ڈاکوؤں کا جھنڈا اتار کر پھینک دینا چاہیے تھا''۔

ماریا کہنے لگی:

''اگر ہم جھنڈا اتار کر پھینک دیتے تو پھر یہ جہاز کبھی ہمارے پاس نہ آتا۔ یہ اب اپنے آپ کو ہمارے قید میں سمجھ رہا ہے''۔

تجارتی جہاز پر جن پھر گیا تھا۔ مسافر چھپے ہوئے تھے۔ عرشے پر ملاح کانپ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ابھی چیختے چلاتے نعرے لگاتے آدم خود ڈاکو تلواریں لیے ان کے جہاز پر کود پڑیں گے اور ان کا قتل عام کرنا شروع کر دیں گے۔

کپتان اور عنبر عرشے کے جنگلے کے پاس کھڑے پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں بحری ڈاکوؤں کے جہاز کو دیکھ رہے تھے۔ عنبر نے کہا:

''جہاز پر کوئی بھی نہیں ہے۔ میں خود ڈاکوؤں کے جہاز پر جا کر پتہ کرتا ہوں کہ یہ ڈاکو لوگ کہاں چھپے ہوئے ہیں اور وہ کیا چاہتے ہیں؟ ان کی نیت کیا ہے''۔

کپتان نے کہا:

''برخوردار، تم نوجوان ہو۔ ابھی تمہیں زندگی کی ضرورت ہے۔ تم موت کے منہ میں نہ جاؤ۔ تم جہاز پر ہی ٹھہرو۔ ڈاکو خود ابھی ہمارے جہاز پر آجائیں گے''۔

عنبر نے کہا:

''نہیں کپتان، میں ڈاکوؤں کے جہاز پر ضرور جاؤں گا''۔

اور عنبر نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ایک رسے کو پکڑ ااور جھولا سا جھولتا ہوا وہ تجارتی جہاز سے اچھل کر ڈاکوؤں کے جہاز پر آ گیا۔ ناگ نے دور سے دیکھا کہ ایک نوجوان رسے کے ساتھ لٹکتا ہوا ان کے جہاز پر آ گیا ہے اور ادھر ادھر دیکھ رہا ہے۔ ماریا نے ناگ سے کہا:

''ناگ بھائی، مجھے تو یہ عنبر لگ رہا ہے''۔

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے چونک کر کہا:

''کیا کہہ رہی ہو ماریا بہن؟''۔

''ہاں ہاں ناگ بھائی' یہ عنبر ہے''۔

اور پھر ماریا نے زور سے آواز دی:

''عنبر بھائی''۔

ناگ بھی اس کی طرف ہاتھ پھیلا کر لپکا۔

''عنبر۔۔میرے بھائی عنبر''۔

عنبر نے ناگ اور ماریا کی آواز پہچان لیں۔وہ بڑا حیران ہوا کہ بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر ان کی آوازیں کہاں سے آ گئیں لیکن اب اس کی آنکھوں کے سامنے ناگ کھڑا تھا۔عنبر نے کہا:

''ناگ بھائی' یہ میں ہی ہوں ناگ' تمہارا بھائی''۔

اور دونوں بھائی آگے بڑھ کر ایک دوسرے کے گلے لگ گئے۔

پاس ہی ماریا کھڑی تھی۔اگرچہ وہ غائب تھی مگر عنبر نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر پھیرا اور پیار سے اپنی بہن کا سر چوم لیا۔

''میری پیاری بہن' میرے پیارے بھائی' تم کہاں تھے۔ میں کہاں تھا۔خدا کا شکر ہے کہ ہم ایک بار پھر مل گئے۔مگر یہ بتاؤ کہ تم اس بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر کیسے سفر کر رہے ہو؟''۔

ناگ نے کہا:

تم نے دیر کر دی تو ہم کیوشیو سے چل پڑے۔ہمیں شاہ جاپان نے ایک شاہی بجرے میں روانہ کیا۔راستے میں بحری ڈاکوؤں نے ہمارے جہاز پر حملہ کر دیا ہم نے ان کا مقابلہ کیا۔انہوں نے ہمارے سارے غلاموں کو ہلاک کر دیا۔

پھر میں نے اور ماریا نے مل کر ان کے کپتان اور اس کے ساتھیوں کو بھی ختم کر دیا۔انہوں نے ہمارے جہاز کو آگ لگا دی تھی۔

ہم نے ان کے جہاز پہ قبضہ کرلیا اور اس کا رخ تمہاری تلاش میں ہندوستان کی طرف موڑ دیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ خدا کی قدرت ہے کہ ہماری آپس میں اس سمندر میں ملاقات ہوگئی۔ آج کا دن بڑا مبارک دن ہے۔ ہم جاپان میں تمہاری یاد میں اکثر رویا کرتے تھے"۔

عنبر نے کہا۔

"ماریا بہن' میری کہانی بڑی لمبی ہے۔ پھر کبھی سناؤں گا۔ پہلے اپنے جہاز کے کپتان کو یہ خوش خبری سنالوں کہ بحری ڈاکو اس جہاز پر نہیں ہیں؛ ورنہ جہاز کے مسافروں کا خوف کے مارے دن نکل جائے گا"۔

ادھر کپتان عرشے پر کھڑا بڑی حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ عنبر ایک

بحری ڈاکو سے بڑا گھل مل کر باتیں کررہا ہے اور اس کے گلے لگ کر بھی ملا ہے۔ اس نے سمجھا کہ یہ ڈاکو عنبر کا دوست نکلا ہے۔ عنبر نے کپتان کو آواز دی:

"کپتان' یہ جہاز بحری ڈاکوؤں کا نہیں۔ ادھر آجاؤ"۔

تھوڑی دیر میں کپتان بھی ڈاکوؤں کے جہاز پر آگیا۔ عنبر نے اپنے بھائی ناگ سے جہاز کے کپتان کا تعارف کروایا اور کہا:

"کپتان، میرے اس بھائی کے جہاز پر بحری ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا تھا۔ اس اکیلے نے سارے ڈاکوؤں کو ہلاک کرڈالا۔ اس کے اپنے جہاز میں آگ لگ گئی اور اس نے ڈاکوؤں کے جہاز پر قبضہ کر لیا"۔

کپتان نے ناگ کی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

بھائی' تم سچ مچ بڑے بہادر نوجوان ہو۔ مجھے حیرانی ہے کہ تم نے

اکیلے ہو کر وحشی سمندری ڈاکوؤں پر کیسے فتح حاصل کی؛ بہر حال میرے سامنے تمہاری فتح اور ڈاکوؤں کی شکست کا ثبوت موجود ہے کہ تم ڈاکوؤں کے جہاز پر سفر کر رہے ہو۔ لیکن بھائی، کم از کم اپنے جہاز پر سے ڈاکوؤں کا سیاہ جھنڈا تو اتار دیا ہوتا"۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"اگر میں جھنڈا اتار دیتا تو آپ یہاں کبھی کھڑے نہ ہوتے اور میرے بھائی عنبر سے ہماری کبھی ملاقات نہ ہوتی۔ ہم ایک برس کے جدا ہوئے آج مل رہے ہیں"۔

تجارتی جہاز کے ملاحوں اور مسافروں کو معلوم ہوا کہ جس جہاز کو وہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز سمجھ رہے تھے وہ ڈاکوؤں کا جہاز نہیں ہے تو ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کپتان نے ناگ کے جہاز کو اپنے جہاز کے ساتھ باندھ لیا۔

اس کے بادبان لپیٹ دیئے گئے۔ ناگ، عنبر کپتان کے ساتھ تجارتی جہاز پر آ گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی آ گئی۔ جہاز پر آ کر مسافروں نے ناگ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔

www.urdurasala.com

دونوں جہاز بیچ سمندر میں کھڑے تھے۔ رات کو ناگ اور عنبر کے ملنے کی خوشی میں جہاز پر ایک شاندار دعوت دی گئی۔ دعوت میں ماریا بھی شریک ہوئی۔ مگر وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ ناگ کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ عنبر بھی ساتھ ہی تھا۔ ناگ ماریا کو بھی سب کی نظروں سے چھپا چھپا کر گوشت اور مٹھائیاں کھلا رہا تھا۔ کپتان کو اور جہاز کے دوسرے کسی مسافر کو شک تک نہیں ہو رہا تھا کہ اس جگہ ایک ایسی عورت بیٹھی ہے جو کسی کو دکھائی نہیں دے رہی۔

کھانے کے بعد کپتان، ناگ اور عنبر کیبن میں بیٹھ گئے۔ عنبر نے ماریا کو بھی چپکے سے اندر داخل کرا لیا تھا۔ کپتان نے پیالیوں میں قہوہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ناگ بھائی! میں تمہاری ہوشیاری اور عقل مندی پر بڑا خوش ہوں کہ تم نے ایک جہاز کو کس طرح سنبھال لیا اور اسے سمندر میں چلاتے ہوئے یہاں تک لے آئے۔ تمہاری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ ہمت ہار دیتا"۔

عنبر نے کہا:

"کپتان صاحب، میرا بھائی بڑا بہادر ہے۔ ہم دونوں نے اکٹھے مل کر بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کی ہیں اور بڑے بڑے کٹھن سفر کیے ہیں۔ کئی بار ہمارا جہاز طوفان میں غرق ہو گیا اور ہم ایک تختے پر بیٹھ کر سمندر میں تیرتے کسی جزیرے پر پہنچے"۔

www.urdurasala.com

ناگ بولا:

"انسان کو مصیبت کے وقت ہمیشہ صبر اور حوصلے سے کام لینا چاہیے۔ جو شخص ہمت ہار بیٹھا ہے وہ جنگ اپنے ہی گھر میں ہار بیٹھتا ہے"۔

کپتان نے کہا:

"لیکن مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ تم نے اکیلے اتنے زیادہ اور اس قدر وحشی ڈاکوؤں کا مقابلہ کس طرح کیا۔ یہ ڈاکو لوگ تو پچاس ساٹھ آدمیوں سے بھی ہار نہیں مانتے۔ پھر تم نے اکیلے ان سب کا مقابلہ کر کے، انہیں ہلاک کرنے کے بعد ان کے جہاز پر کیسے قبضہ کر لیا؟"۔

اب ناگ اسے کیا بتاتا کہ وہ سانپ بن گیا تھا۔ اس نے سینکڑوں سانپ ڈاکوؤں پر چھوڑ دیے تھے۔۔۔اور یہ کہ ماریا بھی غائب ہو کر اس کے ساتھ جنگ کر رہی تھی۔ وہ مسکرایا اور بولا:

"بس خدا نے میری مدد کی اور میں کامیاب ہو گیا"۔

اس دوران میں کپتان نے دیکھا کہ میز پر سے قہوے کا ایک سبز رنگ کا پیالہ غائب ہے۔ اس نے کہا:

"سبز رنگ کا ایک پیالہ کہاں گیا۔ ابھی تو وہ قہوے سے بھرا ہوا یہاں پڑا تھا"۔

اس پیالے میں ماریا قہوہ پی رہی تھی اور جیسا کہ آپ پچھلے حصوں میں پڑھ چکے تھے۔ ماریا خود بھی غائب تھی اور وہ جس چیز کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتی تھی وہ بھی غائب ہو جاتی تھی۔ عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے سبز پیالہ میز پر نہیں تھا۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے"۔

کپتان بولا:

www.urdurasala.com

"بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے خود ابھی ابھی سبز رنگ کا پیالہ میز پر پڑے دیکھا تھا۔ اس میں قہوے کی بھاپ اٹھ رہی تھی۔"

ناگ نے کہا:

"آپ کی نظروں کو دھوکا ہوا ہوگا کپتان صاحب"۔

ماریا قہوہ بھی پی رہی تھی اور ہنس بھی رہی تھی کہ کپتان کیسا بے وقوف بن رہا ہے۔ وہ لوگ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ اب ماریا نے قہوہ پی کر خالی پیالہ میز پر لا کر رکھا تھا۔ دیکھو میز پر پڑا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ کہاں سے آ گیا؟"۔

عنبر نے پیالے کو غور سے دیکھ کر کہا:

"کمال ہے یہ تو کوئی جادو کا کرشمہ معلوم ہوتا ہے"۔

ناگ بولا:

"بہر حال کپتان صاحب آپ کو خوش ہونا چاہیے کہ آپ کا پیالہ

ضائع نہیں ہوا۔ وہ آپ کو واپس مل گیا ہے"۔

کپتان نے حیرت سے سر ہلا کر کہا:

"لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔ یہ کہاں چلا گیا تھا؟ اور۔۔۔ اور پھر اپنے آپ واپس کہاں سے آ گیا؟"۔

عنبر نے بات بدلتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے، ہمیں اب اصل بات پر آ جانا چاہیے۔ اب قصہ یہ ہے کہ کپتان صاحب کہ میں آپ کے ساتھ جاپان نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ اپنے جس بھائی اور جس بہن کی۔۔۔"

عنبر ایک دم رک گیا۔ وہ بے خیالی میں ماریا کا ذکر کر گیا تھا۔

کپتان نے کہا:

"بہن کون؟"

عنبر نے جھٹ کہا:

''میرا مطلب تھا کہ بہن شکنتلا' لیکن اسے ابھی تلاش کرنا ہے۔

وہ اس ڈاکوؤں کے بحری جہاز پر نہیں تھی۔ ظاہر ہے اسے ڈاکو کسی دوسرے جگہ لے گئے ہیں۔ یا وہ یقیناً ہندوستان میں ہوگی''۔

عنبر نے ناگ اور ماریا کو شکنتلا کے بارے میں ساری کہانی بیان کر دی۔

پھر کپتان سے کہا:

اب سوال یہ ہے کہ میں جاپان جا کر کیا کروں گا۔ کیوں کہ جس بحری ڈاکوؤں کے جہاز میں شکنتلا جا رہی تھی اس پر ناگ نے قبضہ کر لیا ہے اور اس کے کہنے کے مطابق جہاز پر کوئی عورت سوار نہیں تھی۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکو شکنتلا کو ضرور راستے میں کسی جزیرے میں فروخت کر

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

چکے ہیں۔

نقشہ دیکھ کر آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اس علاقے میں کوئی آس پاس ایسا جزیرہ بھی ہے جہاں کوئی امیر آدمی رہتا ہو اور جہاں لونڈیوں اور غلاموں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہو؟''۔

کپتان نے نقشہ دیکھ کر بتایا:

میاں عنبر، اس وقت جہاں ہم کھڑے ہیں یہاں سے دو سو کلومیل جنوب مغرب کی طرف واحد جزیرہ ہے جس کا نام مرشی ہے۔ اس جزیرے پر ایک ایسے امیر آدمی کی حکومت ہے جسے ان سمندروں میں سمگلروں کے بادشاہ سے نام کیا جاتا ہے۔

بحری ڈاکوؤں نے شگفتا کو ضرور اس آدمی کے ہاتھ فروخت کیا ہو گا۔ کیوں کہ اس آدمی کو نئی نئی لونڈیاں اور غلام خریدنے کا بہت شوق ہے اور بحری ڈاکو یہاں سے گزرتے ہوئے عام طور پر اس جزیرے

پر خوراک وغیرہ حاصل کرنے کے لیے رک جایا کرتے ہیں۔

عنبر نے کہا:

''مجھے یقین ہے کہ بحری ڈاکوؤں اور شیوا جی ٹھگ نے شگفتا کو اسی جزیرے میں فروخت کر دیا ہو گا۔ کیونکہ ان کا جہاز اس وقت ہمارے قبضے میں ہے اور سارے ڈاکو ٹھگوں سمیت مارے جا چکے ہیں۔ شگفتا ضرور اسی جزیرے پر ہو گی''۔

ناگ نے کہا۔

''تو پھر ہمیں اسی جزیرے کی طرف چلنا چاہیے''۔

عنبر بولا:

''ٹھیک ہے، کپتان صاحب، میں اور ناگ کل صبح صبح اپنا جہاز لے کر جزیرہ مارشی کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ آپ صرف اتنا کریں کہ جہاز کو درست رخ پر رکھنے کے لیے ہمیں کیا کرنا ہو گا؟''۔

کپتان کہنے لگا:

میں جہاز کا رخ جزیرے کی طرف ڈال دوں گا۔ آپ صرف اتنا کریں کہ جہاز کو اسی رخ پر چلاتے جائیں۔ ذرا سمت بدلے تو اسے پھر اسی رخ پر ڈال دیں۔

اگر آپ لوگ کل صبح روانہ ہوں تو میرے حساب کے اگلے روز رات کو آپ جزیرہ مارشی پہنچ جائیں گے۔ آپ بادبانوں کا رخ موڑ کر کوشش کریں کہ جزیرے کے کسی بے آباد اور چھپے ہوئے ساحل پر اتریں یا آپ جہاز کو بیچ سمندر میں کھڑا کر کے کشتی کے ذریعے جزیرے میں داخل ہوں کیوں کہ سمگلروں کا بادشاہ بڑا ظالم شخص ہے۔ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ اس کی لونڈی کے پیچھے آئے ہیں تو وہ آپ کو زندہ نہیں چھوڑے گا"۔

عنبر بولا:

"یہ تو خیر وہاں جا کر ہی معلوم ہوگا کہ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑتا یا ہم اسے ہلاک کر کے جزیرے کے سب سے اونچے درخت پر اس کی لاش لٹکاتے ہیں؛ بہر حال کل صبح ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے"۔

کپتان نے کہا:

"ایک بات آپ بھول گئے ہیں۔ آپ کے جہاز پر ڈاکوؤں کا مال غنیمت لدا ہوا ہے۔ آپ کو اس کی بے حد حفاظت کرنی ہوگی۔ جزیرے پر کسی شخص کو ذرا سا بھی علم ہو گیا کہ آپ کے جہاز میں جواہرات سے بھرے صندوق ہیں تو پھر آپ کے جہاز کو آناً فاناً لوٹ کر آگ لگا دی جائے گی"۔

ناگ بولا:

"آپ فکر نہ کریں کپتان صاحب، ہم جواہرات کے بارے میں

www.urdusala.com

کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دیں گے اور اگر کسی نے ہمارے جہاز پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو میں ان سے نپٹ لوں گا۔"

میں اگر وحشی سمندری ڈاکوؤں کا مقابلہ کر سکتا ہوں تو جزیرے کے لوگ میرے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

کپتان نے کہا:

"آپ کو خبردار کرنا میرا فرض تھا اور میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔اب باقی حالات کو سنبھالنا آپ کا کام ہے"۔

وہ رات عنبر، ناگ اور ماریا نے مسافروں کے جہاز پر بسر کی۔صبح صبح وہ جہاز پر سے نکل کر اپنے خالی جہاز میں آ گئے۔یہاں کپتان ان کے ساتھ ساتھ آیا۔کپتان نے کیبن میں جا کر نقشے پر نشان لگائے۔ قطب نما کے حساب سے جہاز کی چرخی کو ایک خاص زاویے کی طرف گھما کر وہاں اسے تالا لگا دیا۔پھر لنگر اٹھوا کر بادبان کھلوا دیے۔جہاز حرکت کرنے لگا تو کپتان اپنے جہاز پر آ گیا۔ناگ کا جہاز کھلے سمندر میں جزیرہ مارشی کی طرف روانہ ہو گیا۔

www.urdurasala.com

پراسرار جہاز

سارا دن اور ساری رات جہاز سمندر میں سفر کرتا رہا۔

موسم بڑا خوشگوار تھا۔ سمندر کی لہروں میں بڑا سکون تھا۔ جس کی وجہ سے جہاز ایک نپی تلی رفتاری کے ساتھ ٹھیک سمت کی طرف چلا گیا۔ عنبر اور ناگ دن میں کتنی ہی بار قطب نما اور چرخی پر لوہے کی سوئی کے زاویے کو دیکھتے کہ کہیں جہاز کا رخ تو نہیں بدل گیا؟

مگر جہاز صحیح سمت کی جانب روانہ تھا۔ کپتان نے اپنے بہترین تجربے اور حساب کے ساتھ جہاز کا رخ قائم کیا تھا۔ انہیں سمندر میں جزیرے کی طرف سفر کرتے دوسرا روز جا رہا تھا۔ اس حساب سے اس رات کو کسی وقت ان کا جہاز جزیرے پر پہنچ جانا چاہیے تھا۔

ناگ، عنبر اور ماریا جزیرے کی طرف نگاہ لگائے ہوئے تھے۔ شام کے وقت انہیں دور جزیرے کی سیاہ لکیر نظر آئی تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ان کا جہاز ٹھیک راستے پر سفر کر رہا تھا۔۔ اب دوسری اہم بات یہ تھی کہ انہیں جہاز کے رخ کو جزیرے کے غیر آباد ساحل کی طرف موڑنا تھا۔ سورج غروب ہو گیا۔ سمندر پر رات کا ہلکا ہلکا اندھیرا چھانے لگا۔ اگر مشرق کی طرف سے زرد رنگ کا آدھا چاند نہ نکلتا تو اندھیرے میں ان کے لیے جزیرے کے بے آباد علاقے تک پہنچنا بہت مشکل تھا۔

زرد چاند کی ہلکی دھیمی روشنی میں جزیرے کے سیاہ درخت اب

www.urdurasala.com

کافی قریب آ گئے تھے۔ ناگ اور عنبر نے مل کر بادبانوں کی رسیوں کو جزیرے کے پچھلے حصے کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ جہاز جزیرے کے عقبی حصے کی سمت مڑنے لگا۔ انہوں نے جہاز کے آدھے بادبان لپیٹ دیے تاکہ زیادہ زور میں جہاز کہیں جزیرے کے ساحل سے نہ جا ٹکرائے۔

جہاز آہستہ آہستہ جزیرے کے ساحل کے ساتھ ساتھ گھوم رہا تھا۔ یہاں جزیرے کا ساحل ویران اور اجاڑ تھا۔ سامنے کی جانب کہیں کہیں جھونپڑوں کے باہر انہیں آگ جلتی نظر آ رہی تھی۔ مگر ادھر اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ کپتان نے انہیں بڑی نصیحت کی تھی۔

ناگ نے عنبر سے کہا:

''میرا خیال ہے ہمیں اب جہاز کو کسی جگہ روک دینا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جہاز پورے جزیرے کا چکر لگا کر پھر سامنے والے رخ پر نہ آ جائے''۔

عنبر نے کہا۔

''تو پھر بادبان لپیٹ کر لنگر پھینک دیتے ہیں''۔

ماریا بولی:

پہلے یہ اندازہ لگا لینا چاہیے کہ یہ جگہ کہیں غیر محفوظ تو نہیں ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ دن چڑھے تو ہمیں پتہ چلے کہ ہم تو جزیرے کے سارے لوگوں کی نظروں میں ہیں''۔

ناگ نے کہا:

''اتنے بڑے جہاز کو جزیرے والوں کی نگاہوں سے زیادہ دیر تک چھپانا بہت مشکل بات ہے۔ انہیں آج نہیں تو کل جہاز کے بارے میں ضرور علم ہو جائے گا۔''

عنبر بولا:

www.urdumasala.com

"ہاں ماریا بہن' آخر جزیرے کے ماہی گیر سمندر میں کشتیاں لے کر مچھلیاں پکڑنے بھی تو نکلیں گے۔۔۔یہ جہاز کسی کی نظروں سے زیادہ دیر تک نہ چھپ سکے گا"۔

ناگ نے کہا:

"ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جہاز کے نظروں میں آنے سے پہلے پہلے ہم شکنتلا کو تلاش کر کے یہاں سے روانہ ہو جائیں"۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"ناگ بھائی، جس کام کو تم اتنا آسان سمجھ رہے ہو وہ اتنا آسان نہیں ہے۔ابھی تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ شکنتلا کس جگہ پر ہے؟ آیا وہ سمگلروں کے بادشاہ کے محل میں ہے یا وہاں سے فرار ہو کر کسی دوسری جگہ چھپی ہوئی ہے"۔

ماریا نے کہا:

"وہ بے چاری سمگلروں کے محل سے کیسے فرار ہو سکے گی۔ وہ ضرور اسی جابر آدمی کے محل میں ہی ہوگی۔"

عنبر نے کہا:

"ماریا بہن' تم شکنتلا کو نہیں جانتیں۔وہ بھی تمہاری طرح ہی دلیر اور بہادر ہے۔اس نے میرے ساتھ ہندوستان کے اور افریقہ کے جنگلوں اور سمندروں میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور بڑی بہادری کے کام کیے ہیں۔اس نے ضرور سمگلروں کے محل سے بھاگ جانے کی کوشش کی ہوگی"۔

ماریا بولی:

"یہ تو ٹھیک ہے مگر سب سے پہلے ہمیں سمگلروں کے بادشاہ کے محل میں ہی اسے تلاش کرنا چاہیے۔ اگر وہ وہاں نہیں ہوگی تو ہو سکتا ہے کہ وہیں سے کہیں اس کا کوئی سراغ مل جائے"۔

www.urduasala.com

ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے، ہم اسی جگہ جہاز کا لنگر ڈالتے ہیں"۔

انہوں نے بادبان لپیٹ کر جہاز کا لنگر سمندر میں پھینک دیا۔

لنگر کے سمندر میں گرتے ہی جہاز رک گیا اور اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ چاند اب ان کے سروں پر آ گیا تھا۔ جزیرے کے درختوں پر اس کی زرد روشنی بڑی اداس لگ رہی تھی۔ ناگ، عنبر اور ماریا نے آپس میں صلاح و مشورہ شروع کر دیا۔ کہ کون کون کس کس طرف جائے۔

عنبر کا خیال تھا کہ وہ اور ناگ وہاں سے اتر کر جزیرے پر جائیں اور سمگلروں کے بادشاہ کے محل میں شکنتلا کا کھوج لگائیں۔ وہ ماریا کو

www.urdurasala.com
www.urdurasala.com

جہاز ہی پر چھوڑنا چاہتے تھے۔ ماریا نے کہا کہ نہیں وہ بھی ان کے ساتھ جائے گی۔ پردیس کا معاملہ ہے اگر وہ کسی مصیبت میں پھنس گئے تو وہ غائب ہونے کی وجہ سے ان کی بڑی مدد کر سکے گی۔

ناگ نے کہا:

”ماریا بہن‘ یہ تو درست ہے کہ تم ہماری مدد کر سکتی ہو۔ لیکن اس پر بھی تو غور کرو کہ تم بھی کسی مصیبت میں پھنس سکتی ہو۔ اگر تم کو کسی نے ایک بار پکڑ لیا تو پھر تم کچھ نہ کر سکو گی۔ تمہیں بہت بچ بچ کر ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا کہ کہیں تم کسی کو چھو نہ جاؤ۔ کوئی دوسرا آدمی تم سے ٹکرا نہ جائے۔ اس لیے تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم جہاز پر ہی آرام کرو“۔

عنبر بولا:

”ہاں ماریا بہن‘ ناگ کا خیال ٹھیک ہے۔ تم جہاز پر ہی ٹھہرو۔ ابھی صرف میں اور ناگ جزیرے پر جاتے ہیں۔ ہم دن میں کسی بھی وقت واپس آ کر تمہیں بتا جائیں گے کہ ہمیں شکنتلا کو تلاش کرنے میں کہاں تک کامیابی یا ناکامی ہوئی ہے“۔

دونوں بھائیوں نے جب بہت مجبور کیا تو ماریا خاموش ہو گئی اور بولی:

”اچھا بھائیو‘ جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی کرتی ہوں۔ میں اس جہاز پر تمہاری راہ دیکھوں گی۔ مگر خدا کے لیے زیادہ دیر نہ کرنا۔ مجھے یہاں کسی سے خوف نہیں آئے گا مگر تمہارے بارے میں فکر بہت رہے گا۔ اس لیے جلدی سے جلدی آنے کی کوشش کرنا۔ کم از کم مجھے بھی پتہ لگنا چاہیے کہ تم کیا کر رہے ہو“۔

عنبر بولا:

”اچھی بہن ماریا‘ تم بالکل نہ گھبراؤ۔ ہم جہاں بھی ہوں گے

www.urdumasala.com

خیریت سے ہوں گے۔ ہمارا یہاں کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ ویسے ہم پوری پوری کوشش کریں گے کہ تمہیں جلد سے جلد جہاز پر آ کر خبر کریں۔ لیکن اگر ہم شام تک بھی نہ آئے تو پریشان نہ ہونا۔ تم جہاز کے کیبن میں جا کر سو جانا۔۔۔ اور سنو! ایک بات کی تاکید ہے کہ جہاز کے باہر یا اوپر چراغ جلا کر روشنی مت کرنا۔ ہاں اپنے کیبن میں دیا روشن کر لینا"۔

ماریا نے کہا کہ وہ ان باتوں پر ضرور عمل کرے گی۔ اس کے بعد ناگ اور عنبر نے مل کر جہاز پر سے ایک چھوٹی سی کشتی سمندر میں اتاری اور اس میں سوار ہو کر رات کی خاموشی اور ہلکی ہلکی زرد چاندنی میں جزیرے کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہ جزیرے پر ساحل کے ساتھ آن لگے۔ سمندر کی لہریں یہاں بڑے سکون کے ساتھ آ کر ساحل سے ٹکراتیں اور پھر واپس چلی جاتیں۔ انہوں نے ساحل پر اترتے ہی کشتی کو کھینچ کر کنارے کی گھنی جھاڑیوں میں چھپا کر اوپر ٹوٹی پھوٹی شاخیں اور پتے ڈال دیے۔ اس کام سے فارغ ہو کر انہوں نے ساحل کے ساتھ ساتھ ایک طرف کو چلنا شروع کر دیا۔ وہ جزیرے کے سامنے والے حصے کی طرف چل رہے تھے، جدھر انہوں نے جھونپڑوں کے باہر آگ جلتی دیکھی تھی۔

ناگ نے کہا:

"عنبر بھائی، ہم کس حیثیت سے اس جزیرے میں داخل ہوں گے۔ کوئی ہم سے پوچھے گا کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں تو ہم انہیں کیا کہیں گے؟"۔

عنبر نے کہا:

"ہاں بھائی! یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں الگ

الگ سفر کرنا چاہیے۔ تم کسی دوسری طرف سے آؤ اور میں اس کے سامنے والے حصے سے جاتا ہوں۔ میں تو یہی کہوں گا کہ جہاز ڈوب گیا تھا اور بڑی مشکل سے سمندر میں تیر کر یہاں تک پہنچا ہوں''۔

ناگ ہنس کر بولا:

''کمال ہے، مگر کپڑے تو تمہارے سوکھے ہیں۔ پھر تم سمندر میں تیر کر کیسے آئے ہو؟''۔

عنبر نے کہا:

''میں ابھی پانی میں ڈبکی لگا لیتا ہوں''۔

ناگ بولا:

''تو پھر ہمارے اکٹھے رہنے میں کیا حرج ہے؟ ہم دونوں ہی یہی کہیں گے کہ ہمارا جہاز سمندر میں آگ لگنے سے غرق ہو گیا تھا۔ ہم بڑی مشکل سے سمندر میں چھلانگ لگا کر تیرتے ہوئے یہاں پہنچے

ہیں''۔

عنبر بولا:

''تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم دونوں اکٹھے ہی رہتے ہیں''۔

www.urdurasala.com

اسی طرح باتیں کرتے کرتے دونوں دوست، دونوں بھائی جزیرے کے اس علاقے میں پہنچ گئے جہاں ادھر ادھر ملاحوں کی کئی ایک جھونپڑیاں تھیں جن کے باہر کہیں کہیں آگ جل رہی تھی آگ میں انہوں نے ملاحوں کو دیکھا کہ بیٹھے رسیاں بٹ رہے ہیں۔ عنبر اور ناگ نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ سمندر میں ڈبکی لگا کر اپنے کپڑے گیلے کیے۔ پھر ایک جھونپڑی کے پاس آ کر رک گئے۔ یہاں ایک بوڑھا ملاح رسی بٹ رہا تھا۔ اس نے حیرانی سے عنبر اور ناگ کو دیکھا اور پوچھا:

"تم لوگ کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"۔

عنبر نے کہا:

"بابا جی، ہم دونوں بھائی ہیں مصبت کے مارے ہوئے ہیں۔ ہمیں بھوک۔۔۔"

اور سوچی سمجھی سکیم کے مطابق دونوں غش کھا کر جھونپڑی کے باہر ریت پر گر پڑے۔ ملاح نے جلدی سے انہیں اٹھایا اور ان کے منہ میں ناریل کا دودھ ٹپکایا۔ عنبر اور ناگ نے آنکھیں کھول دیں وہ تو پہلے ہی ہوش میں تھے۔

بے ہوش ہونے کا تو انہوں نے بہانہ بنایا تھا۔ محض یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ وہ بہت بھوکے ہیں اور تھکے ہوئے ہیں۔ ہوش میں آتے ہی انہوں نے اشارے سے پانی اور کھانا مانگا۔

www.urdumasala.com
www.urdumasala.com

بوڑھے ملاح نے انہیں پانی اور مچھلی کھانے کو دی۔ کھا پی کر عنبر اور ناگ نے بوڑھے ملاح کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا:

’’ہم کون سے جزیرے میں ہیں؟‘‘۔

بوڑھے ملاح نے کہا۔

’’تم مارشی جزیرے میں ہو۔ یہ سمگلروں کے بادشاہ کا جزیرہ ہے۔ مگر تم یہاں کہاں سے ٹپک پڑے ہو۔ یہ تو بتاؤ؟‘‘۔

عنبر نے کہا:

’’بابا‘ ہم دونوں بھائی مصیبت کے مارے ہیں۔ ہم ملک ہندوستان سے ملک جاپان کی طرف ایک مسافر جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک جہاز میں آگ لگ گئی۔ سارے جہاز میں قیامت مچ گئی لوگوں نے سمندر میں چھلانگیں لگا دیں۔ جہاز جل رہا تھا ہم بھی سمندر میں کود پڑے۔ تقریباً سارے کے سارے مسافر سمندر میں

www.pdfbooksfree.pk

ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ چونکہ ہم تیرنا خوب جانتے تھے اور ہمیں ایک لکڑی کا تختہ مل گیا تھا۔ اس لیے ہم اس جزیرے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں بابا کہ تم نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا‘‘۔

بوڑھے ملاح نے کہا:

’’تم لوگ خوش قسمت ہو جو بچ گئے؛ ورنہ یہ سمندر تو بڑی خوفناک شارک مچھلیوں سے بھرا پڑا ہے۔ وہ تو کسی انسان کو زندہ نہیں چھوڑتیں۔ اچھا ہوا کہ تم بچ گئے۔ اب تم اس آگ کے پاس لیٹ جاؤ اور رات آرام سے گزارو۔ صبح اٹھ کر تم سے باتیں ہوں گی‘‘۔

ناگ بولا:

’’بابا‘ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ کسی جگہ ایسا کام مل جائے کہ ہم کچھ پیسے کما کر واپسی کا کرایہ بنا سکیں اور پھر کسی مسافر جہاز پر بیٹھ کر

ملک ہندوستان کی طرف واپس چلے جائیں۔ کیونکہ جہاز میں ہمارا سارا سامان بھی تباہ ہو گیا ہے۔ اب ہمارا جاپان جانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں''۔

بوڑھے ملاح نے کہا:

''میاں اب تم لوگ زیادہ باتیں نہ کرو اور سو جاؤ۔ یہ سب کچھ صبح اٹھو گے تو طے کر لیا جائے گا؛ بہر حال تمہیں اتنا ضرور بتا دینا چاہتا ہو کہ یہاں کوئی مسافر جہاز سال سال بھر کے بعد ہی کبھی بھولے بھٹکے سے آتا ہے۔ اب باقی تم سوچ لو کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے۔۔۔ رات بھر سوچتے رہو۔ باقی باتیں صبح ہوں گی''۔

عنبر اور ناگ کے لیے یہ کوئی فکر کی بات نہیں تھی۔ کیوں کہ ان کا جہاز تو جزیرے کے پچھلی جانب سمندر میں خاموش کھڑا تھا۔ پھر بھی انہوں نے بوڑھے ملاح کے آگے بڑی پریشانی کا اظہار کیا اور کہا:

''ہائیں، یہ تم نے کیا کہہ دیا بابا؟ سال سال تک ادھر کوئی مسافر جہاز نہیں آتا؟ ہمارا تو سارا کاروبار تباہ ہو جائے گا۔ ہم تو تباہ و برباد ہو جائیں گے''۔

ملاح نے کہا:

''پھر میں کیا کر سکتا ہوں میاں۔ مسافر جہاز کے لیے تو تمہیں ہو سکتا ہے دو سال تک انتظار کرنا پڑے''۔

عنبر نے کہا۔

''اچھا بابا' اب کیا ہو سکتا ہے پھر۔ اب تو سونے کی کوشش کرتے ہیں صبح بات کریں گے''۔

ناگ اور عنبر آگ کے پاس ہی ریت پر لیٹ گئے۔ وہ سونے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر انہیں نیند نہیں آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھا ملاح اٹھا اور جھونپڑی کے اندر جا کر گھاس پھونس کے بستر پر لیٹ

www.urdukasala.com

گیا۔ وہ ان سے ذرا فاصلے پر تھا۔

عنبر نے سرگوشی میں ناگ سے کہا:

”بھائی! صبح اٹھ کر پہلا کام یہ کرنا ہے کہ بوڑھے ملاح سے سمگلروں کے بادشاہ کے محل کا راستہ پوچھنا ہے تاکہ ہم وہاں پہنچ کر کسی نہ کسی طرح محل کے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں“۔

ناگ بولا:

”بہت اچھا“۔

وہ دونوں سو گئے۔ رات گزر گئی۔

دن چڑھا تو جزیرے پر سورج کی چمکیلی روشنی پھیل گئی۔ بوڑھا ملاح ابھی تک جھونپڑے کے اندر سو رہا تھا۔ شاید یہ شخص رات کو کام کرتا تھا اور صبح کو سوتا تھا۔ عنبر اور ناگ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بوڑھے ملاح کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

دوسری طرف ماریا بھی جہاز کے کیبن سے نکل کر اوپر جہاز کے عرشے پر آ گئی تھی۔ اس نے دیکھا کہ جزیرے کا گھنا جنگل سامنے پھیلا ہوا ہے اور ان کا جہاز جس جگہ کھڑا ہے وہاں ارد گرد پانی میں جگہ جگہ ریت کے ٹاپو ابھرے ہوئے ہیں۔ جہاں درختوں کے جھنڈ ہی جھنڈ ہیں۔ اس اعتبار سے ان کا جہاز لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

www.urdurasala.com

www.pdfbooksfree.pk

☆ عنبر اور ناگ کی شگفتا سے ملاقات کیسے ہوئی؟

☆ شگفتا بوڑھے سارنگ کی غار سے کہاں نکل کر گئی؟

☆ ماریا اور عنبر جہاز پر کن حالات میں آ کر ملے؟

☆ یہ سب آپ اسی ناول کی اگلی یعنی 39ویں قسط

"سنہری موت" میں پڑھیے گا۔

www.urduasela.com